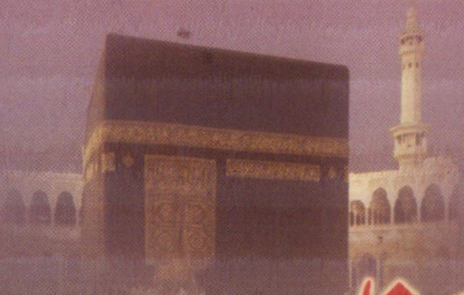


قبلہ کی عظمت اور قضائے حاجت

تالیف

محمد فرحان القادري

ناشر

دار احیاء العلوم

دارُ اِحیاءُ العُلُوم

کی شائع کردہ چند کُتب کا تعارف



لباس کے موضوع پر شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے جس میں شیخ صاحب نے لباس کی سنتیں اور آداب جس اختصار اور جامع انداز میں بیان کیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ الحمد للہ اصل فارسی مکتوب مع اردو ترجمہ وتخریج احادیث شائع ہو چکی ہے۔ بذریعۂ ڈاک حاصل کرنے کے لئے 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ پوسٹ بکس نمبر 4949، کراچی پر مکمل جوابی پتہ کے ساتھ ارسال فرمائیں۔



اس کتاب میں ایمان لانے، اللہ کس سے راضی ہوتا ہے، اللہ کے خوف سے رونے کی فضیلت، انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے، سرکار ﷺ کب سے نبی ہیں؟، آپ ﷺ کے حسن مبارک، آپ ﷺ کی بصارت وسماعت، آپ ﷺ کے علمِ غیب، آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے، آپ ﷺ کی زیارت ہونے، زیارتِ قبور، مناقب خلفائے راشدین ﷺ سے متعلق چالیس احادیث (عربی متن مع اعراب) کو مکمل حوالے اور اردو ترجمہ کے ساتھ (پاکٹ سائز اعلیٰ کاغذ کے ساتھ) جمع کیا گیا ہے۔ بذریعۂ ڈاک حاصل کرنے کے لئے مکمل جوابی پتہ کے ساتھ 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ پوسٹ بکس نمبر 4949، کراچی پر ارسال فرمائیں۔



مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی علیہ الرحمہ کی عربی تالیف جس میں سُرخ لباس کے متعلق احادیثِ طیبہ، اقوالِ ائمہ، فقہ، اصولِ فقہ وغیرہا کی روشنی میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تخریجِ احادیث نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ علماء وطلباء کے لئے اس کا مطالعہ بے پناہ مفید ہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ تک پہنچ جائیگی۔ بذریعۂ ڈاک منگوانے کے لئے موبائل نمبر 0300-9289355 پر، بذریعۂ خط پی او بکس نمبر 4949، کراچی یا ہمارے ای میل ایڈریس کے ذریعہ رابطہ فرمائیں۔

پوسٹ بکس نمبر 4949، کراچی 74000، پاکستان۔ Email: ihya_al_uloom@hotmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ [الحج:۲۲/۳۲]

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (کنز الایمان)

قبلہ کی عظمت
اور
قضائے حاجت

تالیف

محمد فرحان قادری رضوی عطاری

ناشر

دار احیاء العلوم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

امابعد! بفضلہٖ تعالیٰ ''قبلہ کی عظمت اور قضائے حاجت'' دار احیاء العلوم کے سلسلۂ اشاعت کی چوتھی کڑی ہے جس میں استنجاء کے چند مسائل خصوصاً بوقتِ استنجاء قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے اور مذہبِ احناف یعنی قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنے کے حرام ہونے کا کافی شافی بیان کیا گیا ہے جبکہ امام شافعی اور امام مالک جو کہ بیت الخلاء یعنی چاردیواری میں جب ستر کھلا ہو تو قبلہ کی جانب منہ اور پیٹھ کرنے کی حرمت کے قائل نہیں۔

الحمد للہ اس کتاب میں وجہ اختلاف اور مذہبِ احناف کو تقویت حاصل ہونے کا بہت اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مسئلہ کا احادیث و کُتبِ فقہ کی اصل عبارتوں اور حوالوں کے ساتھ ذکر کیا جانا بھی اس کی خوبیوں میں سے ایک ہے۔

ساتھ ہی ساتھ بچوں کو قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بٹھانے کی کراہت کا بھی بحوالہ ذکر کیا گیا ہے نیز پانی سے استنجاء کی ابتداء و فضیلت کا بھی ضمناً تذکرہ کیا گیا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ سابق کی طرح یہ کتاب بھی قارئینِ کرام کے ذوق پر پورا اترے گی۔

دار احیاء العلوم

المحتویات

المحتویات

المحتویات

المحتویات

تصدیق نامہ ''المدینۃ العلمیۃ''

۷۸٦
۹۲
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

مجلس برائے تفتیش کتب

تاریخ: ۱۵ ربیع النور ۱۴۲۵ھ ..... حوالہ: ۸۱

تصدیق نامہ

الحمد للہ عزوجل تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

''قبلہ کی عظمت اور قضائے حاجت''

پر المدینۃ العلمیۃ کے ماتحت، مجلسِ تفتیش کتب ورسائل کی جانب سے حتی الامکان احتیاط وتوجہ کے ساتھ نظرِ ثانی کی گئی ہے۔ مجلس نے اس کتاب کو عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

پی او بکس: ۱۸۷۵۲
المدینۃ العلمیۃ
کراچی، پاکستان

06 - 05 - 04

تقریظ مبارک

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا ابوالصالح

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ

فقیر کو عزیزم مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زِیۡدَ مَجۡدُہٗ نے رسالہ ''قبلہ کی عظمت'' مُصَنِّفُہٗ، محمد فرحان القادری سَلَّمَہٗ رَبُّہٗ بھیجا تا کہ اس پر کچھ لکھوں، اندریں دوران فقیر بیمار ہوگیا۔ عزیزوں کو کافی انتظار کرنا پڑا۔ دوبارہ تاکید کا پیام ملا۔

فقیر نے رسالے پر نظر ڈالی تو تحقیق سے بھرپور اور حوالہ جات سے معمور پایا۔ ارادہ تھا کہ اسے تفصیل سے لکھوں، لیکن وہی عارضہ حائل ہوا۔ مجبوراً صرف دعاء پر اکتفاء کرتا ہوا دعا گو ہوں کہ عزیز کے علم وقلم میں ہو زور اور زیادہ۔

بِجَاہِ حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ الرَّءُوۡفِ الرَّحِیۡمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ. فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان۔

۱۱ ربیع الاوّل شریف ۱۴۲۵ھ

شب اتوار

تقریظ مبارک

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ العالی

رئیس دارالافتاء : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ. أَمَّا بَعْدُ

یہ رسالہ بنام ''قبلہ کی عظمت اور قضائے حاجت'' عزیزم محمد فرحان القادری نے تحریر فرمایا ہے جس میں پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت اور اہمیت و ضرورت اور قضائے حاجت اور استنجاء کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنے کی قباحت اور ان کے متعلق ضروری مسائل و مفصّل مباحث ذکر کئے ہیں جیسے استنجاء کے معنی و اقسام اور کن چیزوں سے استنجاء کیا جاسکتا ہے، پانی سے استنجاء کی ابتداء اور استنجاء کے ارکان اور استقبالِ قبلہ کے معنی اور استنجاء کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنے کا حکم اور بچوں کے بارے میں حکم اور دیگر مباحث۔ اسی طرح ائمہ اربعہ علیہم الرحمہ کے مذاہب کو بھی بیان کیا ہے۔ نیز حوالہ جات کے اعتبار سے جس حدیث کو انہوں نے جس جس کتاب میں پایا اس کا مکمل حوالہ تحریر کیا ہے اور اگر وہ حدیث متعدد کتب میں پائی تو ان سب کے حوالے ذکر کئے ہیں پھر کُتُبِ فقہ سے بھی اسی طرح عبارت کو بحوالہ مع ترجمہ نقل کیا ہے اور حوالہ ذکر کرنے کا انداز ایسا ہے کہ وہ کتاب کسی بھی مکتبہ سے چھپی ہو حوالہ باسانی تلاش کیا جاسکتا ہے اور یہ خاص طور پر علماء کے حق میں بے حد مفید ہے۔

غرض یہ کہ یہ رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع ہے اور عوام و خواص

کے لئے یکساں مفید ہے۔ احقر نے اسے شروع سے آخر تک بالاستیعاب پڑھا ہے۔ الحمد للہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت خوب پایا۔ ممکن ہے اس کے بعض مباحث ایک طبقہ کے لئے مفید نہ ہوں جیسے لغوی اور اُصولی بحث کہ عوام الناس کو اس سے غرض نہیں ہوتی مگر وہی مباحث، دوسرے طبقہ کے لئے مفید ہیں جیسے علمائے کرام وطلبائے عظام۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل موصوف کے علم وعمل، ذوق ولگن میں مزید ترقی عطاء فرمائے اور علمِ دین کی خدمت کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور فرمائے اور مشکلات آسان کر دے اور عوام وخواص کو ان کی کاوش سے استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خُطبة الكتاب

الحمد لله الذي نزّل القرآن وخلق الإنسان وعلّمه البيان الذي ما يكون وما كان والصلاة والسلام على رسوله سيّد الإنس والجانّ الذي هدانا الطهور شطر الإيمان وعلىٰ اله وصحبه خصوصاً على أبي بكر وعمر بن الخطاب وعليٍّ وعثمان الذين شهّروا الإسلام وكسروا الأصنام وأظهروا الأحكام وعلى الفقهاء الكرام أحمد والشافعي ومالك وإمامنا النعمان الذين جدّدوا الإسلام ورتّبوا الأحكام وعلىٰ شيخنا وإمامنا أحمد رضا خان عليه وعلى سائر خلفائه ومعتقديه رحمة الرحمٰن

أما بعد فی زمانہ بعض مسلمان جن میں نوجوان اور بوڑھے شامل ہیں، غیر مسلموں کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں، خصوصاً پیشاب سے فراغت پر پاکی کا اہتمام بالکل نہیں کرتے۔

اسی طرح بول و براز اور استنجاء کے لئے بیٹھتے وقت اور بعض خواتین بچوں کو بول و براز اور استنجاء کے لئے بٹھاتے وقت عظمتِ قبلہ کا خیال نہیں رکھتیں البتہ کچھ عمل تو درست کرتے ہیں لیکن ان مسائل سے بے بہرہ ہیں جن کا تعلق بول و براز کے بعد پاکی اور عظمتِ قبلہ کے متعلق ہیں اور وہ لوگ کہ جنہیں ان مسائل سے واقفیت ہے وہ اقل قلیل ہیں۔

پس ان مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے چند اوراق تحریر کرنے کی

جسارت کر رہا ہوں کہ وہ اسے پڑھ کر آگاہی حاصل کریں۔

فقیر نے اس کتابچہ میں قرآنِ مجید، احادیثِ طیبہ اور عباراتِ فقہ سے مسائل تحریر کئے ہیں ساتھ ہی ساتھ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مابین اس مسئلہ میں جو اختلاف واقع ہے اس پر بحث کرتے ہوئے علتِ اختلاف پر بیان کیا ہے نیز ان مسائل میں احناف کے مذہب کو ترجیح حاصل ہونے کا سبب بھی پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس کاوش کو اپنے محبوب ﷺ کے طفیل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مجھے اور قارئین کرام کو کماحقہٗ قبلہ کی تعظیم و توقیر کی توفیق عطا فرمائے، ایمان پر خاتمہ نصیب ہو اور اپنے محبوب دانائے غیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوْب ﷺ کی شفاعت سے کل بروزِ قیامت تمام مسلمانوں کو فیضیاب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ساتھ ہی ساتھ میں اپنی کاوش کو سرورِ کونین امامِ قبلتین ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام، آپ ﷺ کی آل و اصحاب، تابعین، تبع تابعین، علمائے دین و صلحاء دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی اپنے جمیع استاتذہ بالخصوص

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ

کی جانب اس کتاب کو منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں کہ جن کی نظرِ عنایت نے مجھے اس تحریر کے قابل بنایا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد فرحان قادری رضوی عطاری

استنجاء کے معنی:

استنجاء باب استفعال سے مصدر کا صیغہ ہے۔ اس کا مادّہ "ن ج و" ہے جو کہ نَجَا یَنْجُو سے "نجات پانا" کے معنی میں آتا ہے۔ بابِ استفعال کا خاصہ طلبِ فعل ہے، جیسا کہ اِسْتِنْصَار (مدد طلب کرنا) وغیرہ۔ لہٰذا استنجاء کے معنی "نجات طلب کرنا"، "رہائی چاہنا" کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شریعت میں بول و براز سے، رفعِ حاجت کے بعد مَخرجِ نجاست کی مسح کے ذریعہ تطہیر مراد ہے چاہے پتھر سے ہو یا پانی سے۔

فقہائے کرام نے مختلف انداز میں استنجاء کی تعریفیں بیان کیں ہیں:

چنانچہ محقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی (متوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں هو إزالة ما على السبيل من النجاسة۔

(فتح القدير، المجلد (۱)، كتاب الطهارة فصل في الاستنجاء، ص ۲۱۳، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۵ء)

یعنی، استنجاء مَخرج (یعنی نجاست نکلنے کی جگہ) سے ازالۂ نجاست (کا نام) ہے۔

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں معني الاستنجاء والاستطابة والاستجمار كلها عبارة عن إزالة الجاري من السبيلين عن مخرجه، فالاستنجاء والاستطابة يكونان بالماء وغيره كالحجر ونحوه، والاستجمار يختص بالأحجار مأخوذ من الجمار۔

(البناية شرح الهداية، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص ۷۴۳، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی، استنجاء، استطابت اور استجمار سب سبیلین کے مخرج سے ازالہٗ نجاست سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ پس استنجاء اور استطابت دونوں پانی یا اس کے علاوہ جیسے پتھر اور اس کی مثل سے ہوتے ہیں اور استجمار پتھروں کے ساتھ خاص ہے۔ جو کہ الجمار سے ماخوذ ہے۔

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں وهو مسح موضع النجو أو غسله وهو ما يخرج من البطن۔

(رمز الحقائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٢٣)

یعنی، استنجاء موضعِ نجاست کے مسح یا دھونے کا نام ہے اور نجو سے مراد وہ نجاست ہے جو پیٹ سے خارج ہو۔

اور علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم (متوفی ١٠٠٥ھ) لکھتے ہیں

وهو لغةً من نجوتُ الشجرةَ وأنجيتها قطعتها كأنه يقطع الأذي عنه۔

یعنی، یہ لغت میں ''میں نے درخت اکھیڑا'' کے معنی میں آتا ہے اور أنجيتها بمعنی قطعتها ہے گویا کہ استنجاء مستنجي (یعنی استنجاء کرنے والے) سے ایذاء کو قطع کرتا ہے۔

اور لکھتے ہیں ويجوز أن يكون السين للطلب أي: طلب إزالة النجو أي: النجاسة وشرعاً إزالة ما على السبيل من النجاسة كذا في ''فتح''۔

یعنی، اور جائز ہے کہ سین طلب کے معنی میں ہو یعنی نجاست کے ازالہ کی طلب، اور شرعاً استنجاء سے مراد مخرج پر موجود نجاست کو زائل کرنا ہے، جیسا کہ ''فتح'' میں ہے۔

(النهر الفائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ١٥١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ، ٢٠٠٢ء)

اور علامہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان کلیوبی المدعو بشیخی زادہ (متوفی ۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں وهو مسح موضع النجو، والنجو ما يخرج من البدن يقال: نجا وأنجا إذا أحدث والسين للطلب كأنه طلب النجو۔

(مجمع الأنهر، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٩٧، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ، ١٩٩٨ء)

یعنی، استنجاء، نجو (نجاست) کی جگہ کا مسح ہے، اور نجو وہ (نجاست) ہے جو انسان کے بدن سے خارج ہوتی ہے، کہا جاتا ہے: نجا اور أنجا جب ظاہر ہوا اور سین طلب کے لئے ہے گویا کہ استنجاء طلبِ نجات ہے۔

اور علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں (والاستنجاء) طلب إزالة النجو، وشرعاً إزالة ما على السبيلين من النجاسة۔

(الدر المنتقىٰ شرح الملتقي علىٰ هامش مجمع الأنهر، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٩٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ھ، ١٩٩٨ء)

یعنی، اور استنجاء ازالۂ نجاست کا طلب کرنا ہے، اور شرعاً جو بھی نجاست سبیلین (یعنی اگلے اور پچھلے راستے) سے خارج ہو اُسے زائل کرنے کا نام ہے۔

شیخ اسماعیل حقی بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ لکھتے ہیں والاستنجاء مسح موضع النجو، أي ما خرج من البطن۔

(تفسير روح البيان، المجلد (٣)، التوبة: ١٠٨/٩، ص ٦٤٦، مطبوعة: دار أحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اور استنجاء، موضعِ نجو کے مسح کا نام ہے، یعنی جو پیٹ سے نکلتا ہے۔

اور شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی لکھتے ہیں الاستنجاء: إزالة النجاسة المتبقية على القبل والدبر بالماء، أو تقليلها بمسح المخرجين بالحجارة ونحوها۔

(الفقه الحنفي وأدلته، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الاستنجاء، ص ٣٧، مطبوعة: دار الكلم الطيب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، استنجاء پانی کے ذریعہ قُبُل ودُبُر (یعنی اگلے اور پچھلے مقام) سے ازالۂ نجاست کا نام ہے اور کم از کم استنجاء پتھر یا ان کی مثل کے ذریعہ مخرجین (یعنی نجاست نکلنے کی دو جگہوں) کے مسح کا نام ہے۔

اور علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں الاستنجاء هو عبارة عن إزالة الخارج من أحد السبيلين۔ القبل، أو الدبر۔ عن المحل الذي خرج منه، إما بالماء وإما بالأحجار؛ ونحوها۔

یعنی، استنجاء سبیلین یعنی قُبُل یا دُبُر سے نکلنے والی (نجاست) کے زائل کرنے سے عبارت ہے یعنی اس جگہ سے، جہاں سے نجاست نکلی، پانی کے ذریعہ زائل کرنا ہو یا پتھروں کے ذریعہ یا ان کی مثل کسی اور چیز سے۔

اور لکھتے ہیں ويقال له: الاستطابة، كما يقال: الاستجمار على أن الاستجمار مختص بالأحجار التي يُزيل بها الإنسان النجاسةَ من المخرج، مأخوذ من الجمار، والجمار هي الحصي الصغار، وسمي الاستنجاء استطابةً، لأنه يترتب عليه أن النفس تطيب وتستريح بإزالة الخبث، وسمى الاستنجاء لأن الاستنجاء مأخوذ من نجوت الشجرة إذا

قطعتها، فهو يقطع الخبث من على المحل۔

یعنی، اور استنجاء کو استطابت (یعنی طلبِ صفائی) بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: الاستجمار بناء براس کے کہ استجمار مختص ہے ان پتھروں کے ساتھ جن کے ذریعہ انسان مخرج سے نجاست زائل کرتا ہے۔ (جو کہ) ماخوذ ہیں جمار سے، اور جمار سے مراد چھوٹی کنکریاں ہیں، اور استنجاء کو استطابت اس لئے بھی کہا گیا کہ استنجاء اسی پر مرتب ہے کہ نفس پاکی حاصل کرے اور ناپاکی کے ازالہ سے راحت پائے۔ اور استنجاء کو استنجاء اس لئے کہتے ہیں کہ جب درخت کاٹا جائے تو کہا جاتا ہے نحوت الشجرة (یعنی میں نے درخت کو کاٹا) استنجاء اسی سے ماخوذ ہے۔ پس استنجاء ناپاکی کو اس کی جگہ سے کاٹتا ہے۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (١)، كتاب الطهارة، مباحث الاستنجاء، تعريف الاستنجاء، ص ٨٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

استنجاء کی اقسام:

استنجاء کی پانچ اقسام ہیں جنہیں شیخ الاسلام قاضی القضاء علامہ ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد سُغدی (متوفی ۴۶۱ھ) لکھتے ہیں والاستنجاء على خمسة أوجه: أحدها فريضة والثانى سنة، والثالث فضيلة والرابع واجب، والخامس بدعة۔

یعنی، استنجاء کی پانچ اقسام ہیں، ان میں سے پہلی، فرض، دوسری قسم، سنت، تیسری، افضل، چوتھی، واجب اور پانچویں بدعت۔

پھر مزید ان کی وضاحت فرماتے ہیں فأما الفريضة فهي عند الغسل

من الجنابة وأما الواجب إذا كان اللطخ في المقعد أكثر من مقدار الدرهم، وأما السنة إذا كان اللطخ مقدار الدرهم، وأما البدعة إذا لم يكن بال أو تغوط، وأما الفضيلة إذا كان اللطخ أقل من مقدار الدرهم۔

یعنی، بہرحال استنجاء کا فرض ہونا، تو یہ جنابت سے غسل کے وقت ہے، واجب، نجاست کے ایک درہم سے زیادہ واقع ہونے کے وقت ہے، سنت اس وقت ہے جب نجاست مقدارِ درہم کے برابر ہو، بدعت اس وقت جب اس نے بول و براز نہ کیا ہو اور افضل اس وقت ہے کہ جب نجاست مقدارِ درہم سے کم ہو۔

(النتف في الفتاوىٰ، كتاب الطهارة، أوجه الاستنجاء، ص ۲۰، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۷ھ، ۱۹۹٦ء)

استنجاء کن چیزوں سے کیا جاسکتا ہے؟:

علامہ ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد سُغدی (متوفی ۴۶۱ھ) لکھتے ہیں

والاستنجاء بأربعة أشياء: أولها بثلاث أحجار، والثاني بثلاث مدرات، والثالث بثلاث حفنات، والرابع بالماء ثلاث مرات للقبل وخمس مرات للدبر۔

(النتف في الفتاوىٰ، كتاب الطهارة، ما يستنجي به، ص ۲۰۔۲۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۷ھ، ۱۹۹٦ء)

یعنی، اور استنجاء چار چیزوں سے کرنا درست ہے: ان میں سے پہلا، تین پتھروں سے، دوسرا، مٹی کے تین ڈھیلوں سے، اور تیسرا تین لپ (پانی) سے اور چوتھا پانی سے تین بار قُبل کے لئے اور پانچ بار دُبر کے لئے۔

وہ اشیاء جن سے استنجاء درست نہیں:

علامہ ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد سُغدی (متوفی ۴۶۱ھ) لکھتے ہیں

ولا يستنجي بخمسة أشياء، أحدها برجيع، والثاني بروث، والثالث بعظم، والرابع بخزف، والخامس بزجاج كما جاء في الخبر۔

(النتف في الفتاوىٰ، كتاب الطهارة، ما لا يُستنجىٰ به، ص ۲۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۷ھ، ۱۹۹٦ء)

یعنی، پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے استنجاء نہیں کیا جاتا: ان میں سے پہلا، گوبر، دوسری، لید، تیسری، ہڈی، چوتھی، ٹھیکری، اور پانچویں، شیشہ کا ٹکڑا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

استنجاء پانی سے افضل ہے:

چنانچہ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)، امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ)، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵٦ھ)، امام مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲٦۱ھ)، امام ابوداود سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) اور امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُوْنَةَ: سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ، فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِّنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً، يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔

(الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، المجلد (۱)، كتاب (۱) الطهارات، باب (۱۸۸) من كان يقول: إذا خرج إلخ، ص ۱٤۱، الحديث: ۱٦۲۲، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة

الأولىٰ ١٤١٦ھ، ١٩٩٥ء)

(سنن الدارمي، كتاب (١) الوضوء، باب (١٥) الاستنجاء بالماء، ص ١٩٤، الحديث: ١/٦٧٩، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

(صحيح البخاري، المجلد (١)، كتاب (٤) الوضوء، باب (١٧) حمل العنزة مع الماء إلخ، ص٤٨، الحديث: ١٥٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

(صحيح مسلم، كتاب (٢) الطهارة، باب (٢١) الاستنجاء بالماء من التبرز، ص ١١٨، الحديث: ٧١_(٢٧١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

(سنن أبي داود، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٣) في الاستنجاء بالماء، ص ٣٤، الحديث: ٤٣)

(سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٤١) الاستنجاء بالماء، ص ٤٥، الحديث: ٤٥، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، عطاء بن ابی میمونہ سے مروی ہے کہ انہوں نے انس بن مالک کو فرماتے سُنا کہ جب رسول اللہ ﷺ قاضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے، تو میں اور غلام اداوت (چمڑے کا چھوٹا برتن) اور عنزہ (نیزے کی مثل ایک ڈنڈا) لاتے تو آپ ﷺ پانی سے استنجاء فرماتے۔

اداوۃ کے متعلق علامہ ابوالحسن نورالدین بن عبدالہادی سندھی (متوفی ۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں (إداوة) بكسر الهمزة إناء صغير من جلد۔

(حاشية السندي على سنن النسائي، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٤١) الاستنجاء بالماء، ص ٤٥، الحديث: ٤٥، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اداوۃ سے مراد چمڑے کا چھوٹا برتن ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں (وغسله

بالماء أفضل) لقوله تعالیٰ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ نزلت في أقوام كانوا تبعون الحجارةَ بالماء۔

(الهداية، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص ٣٩۔٤٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ، ١٩٩٠ء)

یعنی، پانی سے استنجاء افضل ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں'' کی وجہ سے۔ یہ آیت اس قوم کے بارے میں اتری ہے جو پتھر کے بعد پانی استعمال کیا کرتے تھے۔

اور علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں

وغسله بالماء أحب۔

(كنز الدقائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص (٢٠)، مطبوعة: مكتبة ضيائية، راولبندي)

یعنی، مخرج کا پانی سے دھونا زیادہ محبوب ہے۔

اور علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں

(وغسله بالماء أحب) أي غسل موضع الاستنجاء بالماء أفضل لأنه يقلع النجاسة والحجر يخففها فكان الأولىٰ والأفضل أن يجمع بينهما۔

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٢٠١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، (اور پانی سے دھونا زیادہ محبوب ہے) یعنی موضعِ استنجاء کو پانی سے دھونا افضل ہے کیونکہ وہ نجاست کو خوب صاف کرتا ہے جبکہ پتھر نجاست کو (صرف) خفیف کرتا ہے تو پانی اَولیٰ ہے، اور افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرے (یعنی پتھر اور پانی دونوں سے استنجاء کرے)۔

اورشیخ عبدالحکیم افغانی متوفی ۱۳۲۶ھ لکھتے ہیں (وغسلہ أحب) یعني الاستنجاء بالماء أفضل لقوله تعالی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا﴾ نزلت في أقوام يتبعون الحجارةَ الماءَ ثم هو أدب وقيل في زماننا سنة۔

(كشف الحقائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٣٤)

یعنی، (صاحبِ کنز الدقائق کا قول:) پانی سے دھونا افضل ہے، یعنی پانی سے استنجاء افضل ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں: کی وجہ سے، یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو استنجاء میں پتھروں کی اتباع میں پانی استعمال کرتے تھے۔

پانی سے استنجاء کی ابتداء:

سب سے پہلے پانی سے استنجاء سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

چنانچہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی (متوفی ۱۱۳۷ھ) سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ کے تحت لکھتے ہیں أول من استنجیٰ بالماء إبراهيم عليه السلام۔

(تفسير روح البيان، المجلد (٣)، التوبة: ١٠٨/٩، ص ٦٤٦، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، سب سے پہلے پانی سے استنجاء حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

اورعلامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں روی أن أول من استنجی بالماء هو سيدنا إبراهيم عليه وعلى نبينا الصلاة والسلام، ولكن سماحة الدين

الإسلامي، وسهولته قد قضت بإباحة الاستنجاء بالأحجار ونحوها۔ من كل ما لا يضرّ۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، مباحث الاستنجاء، تعريف الاستنجاء، ص ۸۲، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ۱٤۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے پانی سے استنجاء کیا وہ سیدنا ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلاۃ والسلام ہیں، لیکن دینِ اسلام میں نرمی اور آسانی کے لئے پتھروں اور اس کی مثل ہر ایسی چیز کے ساتھ استنجاء مباح کیا گیا ہے جو ضرر نہ دے۔

استنجاء سنت مؤکدہ ہے:

استنجاء سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم نے مواظبت مع الترك أحياناً (یعنی کبھی کبھی ترک فرما کر ہمیشگی) فرمائی ہے۔

چنانچہ علامہ ابو الحسن احمد بن محمد قدوری حنفی (متوفی ۴۲۸ھ) لکھتے ہیں

والاستنجاء سنة۔

(مختصر القدوري، كتاب (۱) الطهارة، باب الأنجاس، ص ۲۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۸ھ، ۱۹۹۷ء)

یعنی، اور استنجاء سنت ہے۔

اور علامہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں الاستنجاء سنة لأن النبی علیه الصلاة والسلام واظب علیه۔

(الهداية، المجلد (۱)، الجزء (۱)، كتاب الطهارة، فصل فى الاستنجاء، ص ۳۹، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۰ھ، ۱۹۹۰ء)

یعنی، استنجاء سنت ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے۔

اور علامہ زین الدین محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی (متوفی ۶۶۶ھ)

لکھتے ہیں هو سنة من البول والغائط ونحوهما۔

(تحفة الملول، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، (٤٦) حكم الاستنجاء وأدواته، ص ٤٥، مطبوعة: دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، بول و براز اور ان کی مثل سے (یعنی ان کے بعد) استنجاء کرنا سنت ہے۔

اور محقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام (متوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں (واظب عليه) ولذا كان كما ذكر في "الأصل" سنة مؤكدة ولو تركه صحّتُ صلاته۔ قال في "الخلاصة" بناءً علىٰ أن النجاسة القليلة عفو عندنا۔

(فتح القدير، المجلد (١)، كتاب الطهارات، فصل في الاستنجاء، ص ٢١٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، ١٩٩٥ء)

یعنی، استنجاء پر (نبی ﷺ نے) مواظبت فرمائی اور اسی لئے، جیسا کہ "مبسوط الاصل" میں ذکر کیا گیا ہے کہ سنت مؤکدہ ہے اور اگر ترک کیا تو نماز درست ہو جائے گی، جیسا کہ "خلاصہ" میں ہے بناء بر اس کے، کہ نجاستِ قلیلہ (ایک درہم سے کم) ہمارے نزدیک معاف ہے (یعنی ایک درہم سے کم نجاست کا دھونا معاف ہے)۔

اور علامہ فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں (وسن الاستنجاء بنحو حجر منق) لأنه عليه الصلاة والسلام واظب عليه۔

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٢٠٧-٢٠٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، صاف پتھر سے استنجاء سنت ہے کیونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے۔

اور علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم (متوفی ۱۰۰۵ھ) لکھتے ہیں

وفي "فتح القدير" الاستنجاء سنة مؤكدة في كل زمان للمواظبة ولا كلام أن الجمع بينهما أفضل وقد قيل: إنه سنة في زماننا، وقيل: على الإطلاق وهو الصحيح وعليه الفتوىٰ كذا في "السراج"۔

(النهر الفائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ١٥٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠٢ء)

یعنی، "فتح القدیر" میں ہے کہ نبی ﷺ کی ہمیشگی فرمانے کی وجہ سے پانی سے استنجاء ہر زمانے میں سنت مؤکدہ ہے، اور اس کلام میں کوئی اعتراض نہیں، کہ پتھر اور پانی کو ایک ساتھ استعمال کرنا افضل ہے، اور کہا گیا: کہ ہمارے زمانے میں سنت ہے، اور یہ بھی کہا گیا: کہ مطلقاً سنت ہے یہی درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جیسا کہ "السراج" میں ہے۔

اور علامہ عبد الغنی غنیمی میدانی حنفی (متوفی ۱۲۹۸ھ) لکھتے ہیں

(والاستنجاء سنة) مؤكدة للرجال والنساء۔

(اللباب في شرح الكتاب، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٦، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٨ء)

یعنی، اور استنجاء مردوں اور عورتوں کے لئے سنّت مؤکدہ ہے۔

اور صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں

"استنجاء سنّت ہے، نبی کریم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا"۔

(تفسیر خزائن العرفان، سورۂ توبہ:۱۰۸/۹)

اعتراض:

جس فعل پر نبی ﷺ نے مواظبت فرمائی ہو تو وہ فعل تو واجب ہوتا ہے نہ کہ سنت تو پھر خصوصاً صاحبِ "ہدایہ" ودیگر فقہاء نے استنجاء کو سنت کیوں لکھا؟

جواب:

اس کے جواب میں علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

قلت: عادة المصنّف على هذا الاصطلاح أنه يجعل مواظبته عليه السلام دليلاً على السنة، لكن مراده السنّة المؤكّدة وهي في قوة الواجب، ولكنّه ليس بواجب مطلقاً بل تارة يكون واجباً وتارة يكون فرضاً وتارة يكون سنة وتارةً يكون مستحباً وتارةً يكون بدعةً، وأما الواجب فهو ما إذا كانت النجاسة مقدار الدرهم۔

وأما الفرض فهي ما إذا كانت النجاسة أكثر من قدر الدرهم، وأما السنّة فهي ما إذا كانت النجاسة أقل من قدر الدرهم فالاستنجاء حينئذٍ سنّة، وأما المستحبّ فهو ما إذا بال ولم يتغوّط فإنه يغسل قُبُلَه دون دُبُرِه، وأمّا البدعة فهي ما إذا خرج من غير السبيلين شيء أو خرج ريح من دبره أو دودة فالاستنجاء بدعة۔

ثم إن المصنّف أطلق كلامه ولم يبين أيّ نوع من الاستنجاء سنّة، وكذلك لم يبيّن أنه بالماء أو بالحجر ونحوه۔ وفي "مبسوط شيخ

الإسلام": الاستنجاء نوعان نوع بالحجر والمدر، ونوع بالماء، والاستنجاء بالحجر أو ما يقوم مقامه كالأعيان الطاهرة والعود والخرقة سنّة، لأنه عليه السلام فعله على سبيل المواظبة وكذلك الصحابة رضي الله عنهم. اتباع الماء أدب لأنه عليه السلام كان يستنجي بالماء مرةً وتركه أخرىٰ وهو حدّ الأدب، وهكذا روي عن بعض الصحابة قال مشايخنا: إنما كان ذلك أدباً في الزمان الأوّل۔ وأما في زماننا سنّة حتّٰى قيل للحسن البصرى۔رحمه الله۔ كيف يكون سنّة، وقد فعله عليه السلام مرةً وتركه أخري، وكذا الصحابة كعمر وابن مسعود۔رضي الله عنهما۔ فقال: إنهم كانوا يبعرون بعراً وأنتم تثلطون، ولا خلاف في الأفضلية۔ قلتُ: فعلى هذا قول المصنّف: الاستنجاء سنّة، محمول على الاستنجاء بالحجر ونحوه، ومع هذا تجاوزت النجاسةُ المخرجَ أكثر من قدر الدرهم لا يجوز إلا بالماء كما يصرح به عن قريب۔ وقال الأكمل في هذا الموضع: وهو سنّة لأن النّبى ﷺ واظب عليه، والمواظبة على ذلك والترك دليل السنّة۔

قلتُ: من ذكر من الصحابة والتابعين أنه عليه السلام ترك الاستنجاء في الجملة حتّٰى قيّد بهذا القيد، ولم ينقل الترك عنه عليه السلام، وفي "الكافي": أجاب عن هذا السؤال، وقال: والدليل أن المراد عدم الوجوب؛ لأن قدر الدرهم معفو يعلم أن الاستنجاء ليس بواجب۔

وقال صاحب "الدراية": وفيه تأمل، فإن عند الخصم قدر الدرهم

غير معفو، بل نقول: نفس المواظبة دليل السنّة، وعدم الترك لم يثبت فلا يدلّ على الوجوب، وعدم الترك لا يدلّ على عدمه،

قلتُ: الإشكال يأتي لأن المواظبة مع عدم الترك تدلّ على الوجوب، وقوله نفس المواظبة دليل السنّة وعدم الترك لم يثبت فيه نظر، لأن نفس المواظبة قليل الوجوب، وإن لم يثبت عدم الترك لم يثبت الترك أيضاً، وذكر المواظبة من غير قيد يفهم منه الوجوب وإن كان نفس الأمر يحتمل الترك وعدمه، والاحتمال الثاني عند غيره دليل لا يعتبر ولا يترك دلالة صريح اللفظ بأمر موهوم فافهم۔

(البناية شرح الهداية، المجلد (١)، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص ٧٤٧-٧٤٨-٧٤٩، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ (١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: اس اصطلاح پر مصنف کی عادت شریفہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ہمیشگی فرمانے کو سنت کی دلیل بناتے ہیں، لیکن ان کی مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ واجب کی قوت میں ہوتی ہے، مگر واجب نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب تو کبھی فرض، کبھی سنت اور کبھی مستحب اور کبھی بدعت ہوتی ہے، اور جبکہ واجب تو وہ اس صورت میں ہے کہ جب نجاست مقدارِ درہم کے برابر ہو۔

اور بہر حال فرض تو اس صورت میں، جب نجاست مقدارِ درہم سے زیادہ ہو، اور سنت تو اس صورت میں جب نجاست مقدارِ درہم سے کم ہو تو استنجاء اس وقت سنت ہوگا، اور مستحب، اس صورت میں ہوگا کہ جب اس نے پیشاب کیا اور پاخانہ نہ کیا تو وہ پیشاب کی جگہ دھوئے گا نہ کہ دوسرے مقام کو اور بدعت، اس وقت ہے جب

سبیلین (یعنی اگلے اور پچھلے مقام) کے علاوہ سے کوئی چیز نکلے یا ریح (یعنی ہوا) یا کیڑا نکلنے کی صورت میں استنجاء کرے۔

پھر مصنف علیہ الرحمہ (یعنی صاحب "ہدایہ") نے اپنے کلام کو مطلق رکھا اور یہ بیان نہ فرمایا کہ استنجاء کی کونسی نوع سنت ہے اور اسی طرح یہ بھی بیان نہ کیا کہ پانی سے سنت ہے یا پتھر سے یا اس کی مثل (کسی چیز) سے، اور شیخ الاسلام کی "مبسوط" میں ہے استنجاء کی قسمیں ہیں پتھر اور ڈھیلے سے استنجاء کرنا اور پانی سے استنجاء کرنا، اور استنجاء پتھر یا اس کے قائم مقام شے جیسے پاک چیزوں سے، لکڑی اور کپڑے کے ٹکڑے سے سنت ہے کیونکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے اور پانی کو اتباع میں لانا (یعنی بعد میں استعمال کرنا) ادب ہے کیونکہ آپ ﷺ کبھی پانی سے استنجاء فرماتے تو کبھی نہیں، یہ ادب کی وجہ ہے اور اسی طرح بعض صحابہ سے مروی ہے۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ صرف اول زمانے میں ادب تھا مگر ہمارے زمانے میں سنت ہے یہاں تک کہ امام حسن بصری علیہ الرحمہ سے عرض کی گئی کہ استنجاء سنت کیسے ہے؟ حالانکہ آپ ﷺ نے کبھی استنجاء فرمایا اور کبھی نہیں اور اسی طرح صحابہ کرام نے بھی جیسے حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا معمول رہا، تو آپ نے فرمایا وہ مینگنی کرتے (مینگنی کرنا، یعنی وہ لوگ کم کھاتے تھے اور جو کم کھاتا ہے وہ ایسا ہی پاخانہ کرتا ہے) اور تم پتلا پاخانہ کرتے ہو اور افضلیت میں اختلاف نہیں۔ (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس بنا پر مصنف کا قول: کہ استنجاء سنت ہے تو یہ قول پتھر اور اس کی مثل کسی اور چیز کے ساتھ استنجاء پر محمول ہے اور اس کے ساتھ نجاست مخرج سے تجاوز

کر جاتی ہے تو پانی کے سوا استنجاء جائز نہیں جیسا کہ قریب کے فقہاء ؒ نے مقدارِ درہم سے تصریح فرمائی۔ اور امام اکمل الدین ابن ہمام نے اس مقام پر فرمایا کہ پانی سے استنجاء سنت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس پر ہمیشگی فرمائی اور اس پر ترک کے ساتھ ہمیشگی، اس کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: جو صحابہ اور تابعین کے حوالے سے ذکر کرے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فی الجملہ استنجاء ترک فرمایا یہاں تک کہ اس قید کے ساتھ مقیّد کیا، حالانکہ آپ ﷺ سے ترکِ استنجاء منقول نہیں۔ اور ''کافی'' میں اسی سوال کے جواب میں فرمایا: دلیل یہ ہے کہ مرادعدمِ وجوب (واجب نہ ہونا) ہے کیونکہ قدرِ درہم معاف ہے تو معلوم ہوا استنجاء واجب نہیں۔

اور صاحبِ ''درایہ'' نے فرمایا اس مسئلہ میں تأمل (غور وخوض) ہے، اور بے شک مخالف کے نزدیک قدرِ درہم معاف نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں نفسِ مواظبت سنت کی دلیل ہے اور ترک نہ فرمانا ثابت نہیں تو یہ واجب ہونے کی دلیل نہیں۔ اور ترک فرمانا اس (ہمیشگی) کے معدوم ہونے پر بھی دلالت نہیں کرتا۔

(علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: (اس مسئلہ میں) اشکال پایا گیا کیونکہ بلا ترک ہمیشگی وجوب پر دلالت کرتی ہے اور صاحبِ ''درایہ'' کا فرمان: نفسِ مواظبت دلیل ہے اور ترک نہ کرنا ثابت، اس میں نظر ہے! کیونکہ نفسِ مواظبت قلیل الوجوب ہے اور اگر ترک نہ کرنا ثابت نہیں تو اسی طرح ترک بھی ثابت نہیں اور ہمیشگی کا بغیر قید کے ذکر کرنے سے وجوب سمجھا جاتا ہے اگرچہ نفسِ امر، ترک اور عدم دونوں کا احتمال رکھتا ہے اور دوسرا احتمال ان کے غیر کے نزدیک ایسی دلیل ہے جس کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور صریح

لفظ کی دلالت کو موہوم (وہم شدہ) امر کی بنا پر ترک نہیں کیا جاتا، فافھم (پس سمجھ)۔

استنجاء خصالِ فطرت سے ہے:

استنجاء خصالِ فطراتِ عشرہ (یعنی جو آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی شریعتِ مطہرہ سے لے کر آج تک مشروع رہے، ان میں) سے ہے۔

چنانچہ امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ"۔ يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ، قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ۔

(سنن أبي داود، المجلد (۱)، كتاب (۱) الطهارة، باب (۲۹) السواك من الفطرة، ص ۳۹، الحديث: ۵۳)

یعنی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس چیزیں فطرت سے ہیں: مونچھوں کا کترنا، داڑھیوں کا بڑھانا، مسواک کرنا، پانی سے ناک دھونا، ناخنوں کا کاٹنا، براجم (انگلیوں کے جوڑ کی پشت) کا دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، موئے زیر ناف مونڈنا، پانی کا چھڑکنا۔ یعنی پانی سے استنجاء۔ زکریا بیان کرتے ہیں کہ: مصعب نے کہا کہ: میں دسواں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی کرنا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

قوله: "وانتقاص الماء" بالقاف والصاد المهملة، وقد فسّره و كيع بأنه الاستنجاء۔ قال أبو عبيد وغيره: معناه: انتقاص البول بسبب استعمال

الماء في غسل مذاكيره۔ وقيل: هو الانتضاح۔ وجاء في رواية: "الانتضاح" بدل "انتقاص الماء"۔ وقال الجمهور: الانتضاح: نضح الفرج بماءٍ قليل بعد الوضوء، لينفي عنه الوسواس۔

(شرح سنن أبي داود للعيني، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٣) السواك من الفطرة، الحديث: ٤٢، ص ١٦٦)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" پانی چھڑکنا، قاف اور صاد مہملہ کے ساتھ، اور تحقیق وکیع نے اس کی تفسیر استنجاء سے کی ہے۔ ابو عبید اور ان کے علاوہ دیگر نے کہا: اس کے معنی: مذاکیر (ذَکَر، یعنی آلۂ تناسل کی جمع) کے دھونے میں پانی کے استعمال سے پیشاب کا کم ہو جانا، کے ہیں۔ اور کہا گیا وہ چھڑکنا ہے۔ اور ایک روایت میں: "انتقاص الماء" کے بدلے "الانتضاح" (چھڑکنا) آیا ہے۔ اور جمہور نے کہا: الانتضاح سے مراد وضو کے بعد تھوڑے پانی سے شرمگاہ پر چھینٹے مارنا ہے تاکہ وسوسے منتفی (ختم) ہو جائیں۔

استنجاء کرنے والوں کے لئے فضیلت:

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (التوبة:۱۰۸/۹)

ترجمہ: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل

ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ
ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے،
اللہ کو پیارے ہیں۔ (کنز الایمان)

کیا شان ہے پانی سے استنجاء کرنے والوں کی کہ جن کے حق میں اللہ عزوجل آیت نازل فرما رہا ہے کہ اللہ عزوجل انہیں محبوب رکھتا ہے۔

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا أَهْلَ قُبَاءٍ مَا هٰذَا الثَّنَاءُ الَّذِي أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْكُمْ"۔ قَالُوْا: مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا هُوَ يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ مِنَ الْخَلَاءِ: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾۔

(الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، المجلد (۱)، كتاب (۱) الطهارات، باب (۱۸۸) من كان يقول: إذا خرج إلخ، ص ۱۴۱۔۱۴۲، الحديث: ۱۶۳۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۵ء)

(مجمع الزوائد، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب (۱۸) الاستنجاء بالماء، ص ۲۹۲۔۲۹۳، الحديث: ۱۰۵۹، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، شعبی سے روایت ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہلِ قباء یہ کیسی تعریف ہے جو اللہ نے تم پر بیان فرمائی، انہوں نے عرض کی ہم میں ہر کوئی قضائے حاجت میں پانی سے استنجاء کرتا ہے، "اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے، اللہ کو پیارے ہیں"۔ (کنز الایمان)

استنجاء کے ارکان:

استنجاء کے چار ارکان ہیں،

چنانچہ علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں وأرکانہ مستنجي، ومستنجیٰ به وخارج ومخرج۔

(الدر المنتقیٰ شرح الملتقي على هامش مجمع الأنهر، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ۹۸، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

یعنی، اور استنجاء کے ارکان: استنجاء کرنے والا، (وہ چیز) جس سے استنجاء کیا جائے (یعنی پانی یا پتھر)، نکلنے والی نجاست اور جس جگہ سے نجاست نکلے، ہیں۔

اور علامہ عبدالرحمٰن جزیری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وأركان الاستنجاء أربعة: مستنج وهو الشخص، ومستنجیٰ منه وهو الخارج النجس الذي يلوث القبل والدبر؛ ومستنجیٰ به، وهو الماء أو الحجر ومستنجیٰ فيه، وهو القبل أو الدبر، فهذه هي الأركان التي لا يتحقق الاستنجاء إلا بتحققها۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، مباحث الاستنجاء وآداب القضاء، ص ۸۲، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ۱٤۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، استنجاء کے چار ارکان ہیں، (ایک) مُستَنْجِی، یہ وہ شخص ہے (جو استنجاء کرتا ہے) (دوسرا) مستنجیٰ مِنہُ، یہ وہ نجاستِ خارجہ ہے جو اس کے اگلے یا پچھلے مقام کو گندا کر دیتی ہے، (تیسرا) مستنجیٰ بِہٖ، یہ وہ پانی یا پتھر ہے جس کے ذریعہ استنجاء کیا جاتا ہے اور (چوتھا) مستنجیٰ فیہ، اور یہ اگلا یا پچھلا مقام ہے۔ پس یہی وہ ارکان ہیں جن کے

ذریعہ استنجاء متحقق ہوتا ہے۔

استقبال کے معنی:

استقبال بھی بابِ استفعال کا مصدر ہے مادہ ''ق ب ل'' ہے۔ معنی، سامنے ہونا، توجہ کرنا، سامنا کرنا، مقابلہ کرنا کے ہیں۔ استقبالِ قبلہ کے معنی ہیں کہ اپنے چہرے اور سینہ کو کعبۃ اللہ شریف کی سمت کرنا۔

تعظیم کا تقاضہ:

استنجاء کے معنیٰ چونکہ ابتداء میں معلوم ہو چکے کہ استنجاء پیشاب و پاخانہ کی نجاست کو زائل کرنے کا نام ہے لہٰذا تعظیم کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جس سمت کی طرف توجہ کرنا، ایسی عبادت کے لئے مشروط ہے کہ جو عبادت مومن اور کافر کے درمیان فرق کرتی ہے، اور جس کے سیدِ عالم نور مجسم ﷺ بے پناہ حریص ہیں، یعنی نماز۔ یہی نماز ہے جس میں قیام کرتے ہوئے آپ ﷺ رات گزار دیتے، یہاں تک کہ باری تعالیٰ نے محبوب سے فرمایا ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [المزمل:۷۳/۱]۔ جس محبوب ﷺ کی ایسی شان ہو تو اس کے قیام و عبادات کی کیسی شان ہو گی اور جس عبادت (نماز) کی ایسی شان ہو تو اس کی شرائط کی کیا شان ہو گی لأن الشرط إذا فات، فات المشروط (یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے) اور شرائط میں سے ایک شرط استقبالِ قبلہ بھی تو ہے اور استنجاء اگرچہ سنت ہے مگر اس سے مقصود ازالۂ نجاست ہے۔ تو ازالۂ نجاست کے وقت استقبالِ قبلہ بے ادبی کیوں نہ ہو کہ یہ محبوب ﷺ کا قبلہ بھی تو ہے اسی کے استقبال کی خواہش تو خود سرورِ عالم شاہِ بنی آدم ﷺ نے فرمائی اور اس کے استقبال میں

ازالۂ نجاست!!...... اللہ اکبر!...... ایک مومن تو یہ ہرگز گوارہ نہیں کرسکتا۔

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ نہ کرنے کی فضیلت:

امام حافظ زکی الدین المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) روایت نقل کرتے ہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ، كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ"۔ رواه الطبراني ورواته رواة الصحيح۔

(الترغيب والترهيب، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الترهيب عن التخلي على طرق الناس إلخ، ص ٨٠، الحديث: ٨، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ نہ کرے تو اس کے لئے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے ذمہ سے گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

استنجاء کے وقت قبلہ رُو ہونے اور قبلہ کو پیٹھ کرنے کا حکم:

اَصَح (صحیح تر) مذہب میں استنجاء کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ظنّی یعنی مکروہ تحریمی ہے اگرچہ کھلے میدان میں ہو یا چاردیواری میں کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور نہی کی علّت، تعظیمِ قبلہ ہے اور وہ دونوں جگہوں پر پائی جاتی ہے چاہے کھلے میدان میں ہو یا چاردیواری میں، یہی احناف کا مذہب ہے۔

احناف کا مذہب

بوقتِ استنجاء قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنا دونوں حرام ہیں:

امام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبداللہ طیبی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں

وعند أبي حنيفة تستوي الصحراء والبنيان في تحريم استقبال القبلة واستدبارها۔

(شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٣٩، الحديث: ٣٣٤۔(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک استقبال واستدبار قبلہ کی تحریم میں صحراء اور چار دیواری برابر ہیں۔

اور قاضی ابو الولید بن خلف بن سعد بن ایوب الباجی (متوفی ۴۹۴ھ)

لکھتے ہیں حمل أبو أيوب ذلك على عمومه، وكان يمنع منه في الصحاري والبيوت، وبه قال أبو حنيفة۔

(المنتقىٰ شرح الموطا للإمام مالك رحمه الله، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، النهي عن استقبال القبلة والإنسان على حاجته، ص ٣٩٠، الحديث: ٤٥٠۔٤٥١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

یعنی، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو (منہ اور پیٹھ کرنے اور چار دیواری اور صحراء) سب کے شامل ہونے پر محمول کیا ہے اور کھلے وہ میدانوں اور چار دیواریوں میں اس (یعنی قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنے) سے منع فرمایا کرتے تھے اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں (لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها بغائط أو بول) أخذ بظاهره أبو حنيفة رحمه الله وطائفة فحرموا ذلك في الصحراء والبنيان۔

(حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ٢٧۔٢٨، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (بول و براز کے وقت نہ قبلہ کی جانب منہ کرو اور نہ پیٹھ) امامِ اعظم ابوحنیفہ اور علماء کے ایک گروہ نے اس کے ظاہر معنی سے استنباط فرمایا ہے، پس انہوں نے صحراء اور چار دیواری دونوں میں (بوقتِ استنجاء قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنا) حرام فرمایا۔

اور علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں

ويكره مستقبل القبلة ومستدبرها۔ ملخصاً

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٢٢، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، اور قبلہ کو منہ یا پیٹھ کر کے استنجاء مکروہ ہے۔

اور شیخِ محقق شاہ عبد الحق محدّث دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں

"مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آن ست کہ استقبالِ قبلہ واستدبار آن در بول و غائط حرام ست چہ در صحراء وچہ در خانہا"۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، جلد(۱)، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، ص ۱۹۱)

یعنی، امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ بول و براز کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ دونوں حرام ہیں چاہے صحراء میں ہو یا مکان میں۔

اور علامہ مخدوم محمد جعفر ابن علامہ مخدوم عبدالکریم بوبکانی سندھی من علماء قرن العاشر لکھتے ہیں وكره استقبال القلبة بالفرج في الخلاء واستدبارها۔

(المتانة في المرمة عن الخزانة، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء إلخ، ص ۸۲، مطبوعة: سندهي أدبي بورڈ، حیدرآباد، سندھ)

یعنی، اور خلاء میں قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں الحنفية قالوا: يكره استقبال القبلة، أو استدبارها حال قضاء الحاجة، كراهة تحريم مطلقاً۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، آداب قضاء الحاجة، ص ۸۸، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، احناف فرماتے ہیں: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔

کھلے میدان یا چاردیواری میں کوئی فرق نہیں:

احناف کے نزدیک کراہت میں کھلے میدان اور چاردیواری میں کوئی فرق نہیں۔

چنانچہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود (متوفی ۷۴۷ھ) لکھتے ہیں ولا يختلف هذا عندنا في البنيان والصحراء۔

(شرح الوقاية على هامش كشف الحقائق، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ۳۴)

یعنی، اور ہمارے نزدیک یہ حکم کھلے میدان اور چاردیواری میں مختلف نہیں۔

اور علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں يكره ولو في البنيان۔ ملخصاً

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٢٢، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، مکروہ ہے، اگرچہ چاردیواری میں ہو۔

اور علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی (متوفی ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں ولو في البنيان۔

(نور الإيضاح بهامشه شرحُه مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص ٢٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية: بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، ١٩٩٥ء)

یعنی، اگرچہ چاردیواری میں ہو (تب بھی مکروہ ہے)۔

اور علامہ نظام الدین حنفی (متوفی ۱۱۶۱ھ) لکھتے ہیں ولا يختلف هذا عندنا في البنيان و الصحراء كذا في "شرح الوقاية"۔

(الفتاوى الهندية، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، ص ٥٠، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٠هـ، ١٩٨٠ء)

یعنی، اور ہمارے نزدیک چاردیواری اور کھلے میدان کے حکم میں کوئی اختلاف نہیں۔ جیسا کہ "شرح وقایہ" میں ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں كراهة التحريم مطلقاً داخل البناء أو الفضاء۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (١)، كتاب الطهارة، آداب قضاء الحاجة، ص ٨٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، کراہت تحریمی مطلقاً ہے چاہے عمارت میں ہو یا میدان میں۔

حرام سے مراد ظنی (مکروہ تحریمی) ہے:

حرام سے مراد حرام ظنّی ہے کیونکہ اس کی تحریم دلیل ظنّی سے ثابت ہے اور جو

تحریم دلیل ظنّی سے ثابت ہو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی (متوفی ۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں اعلم: أن الأدلة السمعية أنواع أربعة قطعيّ الثبوت والدلالة كالنصوص المتواترة، أي المحكمة، وقطعيّ الثبوت ظنّي الدلالة كالآيات المؤوّلة، وظنّي الثبوت قطعيّ الدلالة كأخبار الآحاد التّي مفهومها قطعيّ، وظنّي الثبوت والدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها ظنّي، فبالأول يثبت الفرض أي، الحرام، وبالثاني والثالث يثبت الوجوب أي، وكراهة التحريم، وبالرابع يثبت السنة والاستحباب أي، وكراهة التنزيه۔

(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل: في بيان واجب الصلاة، ص ۲۴۷، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء)

یعنی، جان لو کہ دلائل کی چار اقسام ہیں، (پہلی قسم) قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو، جیسے نصوصِ متواترہ یعنی محکمہ، (دوسری قسم) قطعی الثبوت اور ظنی الدلالت جیسے آیاتِ مؤولہ، (تیسری قسم) ظنی الثبوت اور قطعی الدلالت، جیسے اخبارِ آحاد کہ جن کا مفہوم قطعی ہو، اور (چوتھی قسم) ظنی الثبوت اور ظنی الدلالت جیسے اخبارِ آحاد کہ جن کا مفہوم ظنی ہو، پس پہلی قسم سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں، اور دوسری اور تیسری قسم سے واجب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتے ہیں اور چوتھی قسم سے سنت اور استحباب اور مکروہ تنزیہی ثابت ہوتے ہیں۔

اور چونکہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنے کی حرمت میں دلیل حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو کہ ظنی الثبوت (خبر واحد) اور قطعی

الدلالت ہے کہ اس کا مفہوم قطعی ہے، لہٰذا اس سے جو حرمت ثابت ہوگی وہ مکروہِ تحریمی ہوگی، اور ذکر کردہ جن عبارات میں فقہاء نے حرام لکھا اس سے مراد بھی ظنّی ہے نہ کہ قطعی، جس کی مزید تصریح ذیل میں مذکورہ عبارات سے ہوتی ہے:

چنانچہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں ویکرہ تحریماً استقبال القبلة واستدبارها۔

(نور الإيضاح، كتاب الطهارة، باب فصل فيما يجوز به الاستنجاء، ص۲۲، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ، ١٩٩٥ء)

علامہ نظام الدین حنفی (متوفی ۱۱۶۱ھ) لکھتے ہیں وكره استقبال القبلة بالفرج واستدبارها۔

(الفتاوى الهندية، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، ص ٥٠، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٠هـ، ١٩٨٠ء)

یعنی، شرمگاہ کے استقبال واستدبار کے ساتھ استنجاء مکروہ (تحریمی) ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں ظاهر قول محمد في "الجامع الصغير": يكره أن يستقبل القبلة بالفرج في الخلاء۔

یعنی، امام محمد کا ظاہر قول "جامع صغیر" میں ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب منہ کرنا مکروہ (تحریمی) ہے۔

اور لکھتے ہیں قوله (واستدبارها) هو الصحيح۔

یعنی، صاحبِ "درِمختار" کا قول: (اور قبلہ کو پیٹھ بھی مکروہ تحریمی ہے) یہی

صحیح (مذہب) ہے۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

اور صدر الشریعہ علامہ امجد علی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں ''پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو یا میدان میں''۔

(بہارِ شریعت، جلد (۱)، حصہ دوم، طہارت کا بیان، استنجیٰ کا بیان، استنجیٰ کے متعلق مسائل، ص ۷۵، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی لکھتے ہیں ''یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے''۔

اور لکھتے ہیں ''خیال رہے کہ اس حدیث میں جنگل یا آبادی کی کوئی قید نہیں بہرحال کعبہ کو منہ یا پیٹھ کر کے استنجا کرنا حرام ہے۔ حنفیوں کا یہی مذہب ہے''۔

(مراة المناجيح شرح مشكاة المصابيح، جلد (١)، كتاب الطهارت، باب آدابِ الخلاء، الفصل الأول، ص ٢٥٨، مطبوعه: ضياء القرآن پبليكيشنز، لاهور)

اور یہاں بھی حرام سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔

اگر ہوا تیز ہو:

اگر قبلہ کے دائیں بائیں سے ہوا تیز ہو اور ہوا کے زور سے نجاست کے اسی کے اوپر لوٹنے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں قبلہ کو صرف پیٹھ کر سکتا ہے منہ نہیں کیونکہ قبلہ کو منہ کرنا زیادہ فحش ہے۔

چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں

ويستثني من المنع ما لو كانت الريح تهب عن يمين القبلة، أو شمالها فإنهما لا يكرهان للضرورة، وإذا اضطر إلىٰ أحدهما ينبغي أن يختار الاستدبار لأن الاستقبال أقبح، فتركه أدل على التعظيم أفاده القسطلاني، والملا عليّ في شرح "المشكاة"۔

(حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به الاستنجاء، ص ٥٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، (اور ظاہر روایت کے مطابق) اس ممانعت سے اس وقت استثناء حاصل ہے جب کہ ہوا قبلہ کے دائیں یا بائیں سے جاری ہو، پس اس وقت قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنے کی ضرورت کی بناء پر مکروہ نہیں ہوں گے، اور اگر قبلہ کو منہ یا پشت کرنے کی جانب ضرورت پڑ جائے تو مناسب ہے کہ پیٹھ کرنے کو اختیار کرے کیونکہ منہ کرنا زیادہ قبیح ہے۔ پس استقبال کا ترک تعظیم پر زیادہ دلالت کرتا ہے، یہ فائدہ علامہ قسطلانی نے اور علامہ ملا علی قاری نے (مرقاۃ) شرحِ ''مشکاۃ'' میں دیا۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

ولو هبت ريح عن يمين القبلة ويسارها وغلب علىٰ ظنّه عود النجاسة عليه فالظاهر أنه يتعين عليه استدباره القبلة حيث أمكن، لأن الاستقبال أفحش، والله أعلم۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، اور اگر قبلہ کے دائیں اور بائیں جانب سے ہوا چلے اور غالب گمان یہ ہو کہ نجاست اسی کی طرف لوٹ کر آئے گی تو ظاہر یہ ہے کہ قبلہ کو پیٹھ کرے جس قدر ممکن ہو اس لئے کہ استقبال زیادہ فحش ہے، اور اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔

اگر قبلہ مُشتبَہ ہو جائے:

اگر قبلہ مشتبہ ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ غور وفکر کرے گا جیسا کہ نماز میں حکم ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

وهل يلزمه التحري لو اشتبهت عليه كما فى الصلاة؟ الظاهر نعم۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، تو کیا اسے تحری (غور وفکر) لازم ہے اگر اس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے، جیسا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے؟، تو ظاہر یہ ہے کہ: ہاں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت:

امامِ اعظم، امام ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما (متوفی ۱۵۰ھ) سے ایک روایت منقول ہے کہ استنجاء کے وقت قبلہ کو پیٹھ کرنا حلال ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں

وروي عن أبي حنيفة أنه يحلّ الاستدبار۔

یعنی، امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ قبلہ کو پیٹھ کرنے کو حلال قرار دیتے ہیں۔

اورراوی کا خود مجہول یعنی رُوِیَ کے صیغے سے روایت نقل کرنا اس قول کے ضعیف ہونے کی بیّن دلیل ہے، لہٰذا علامہ شامی نے استدبارِ قبلہ کے مکروہ ہونے کو صحیح لکھا۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

اوراسی طرح امام صاحب ﷬ کی جانب چار مختلف اقوال بھی منسوب ہیں۔

چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی (متوفی ۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں

تعددت الرواية عن الإمام في هذا المبحث فروي عنه المنع مطلقاً، وهو ظاهر الرواية كما في "الفتح"، والثانية الإباحة مطلقاً، والثالثة كراهة الاستقبال فقط، والرابعة كراهة الاستدبار أيضا إلّا إذا ذيله مرخى۔

(حاشية الطحطاوي علي مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به الاستنجاء، ص ٥٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، اس مسئلہ میں امامِ اعظم سے متعدد اقوال مروی ہیں پس مطلقاً منع روایت کیا گیا، اوروہ ظاہر روایت ہے جیسا کہ ''فتح القدیر'' میں ہے۔اور دوسری مطلقاً اباحت ہے اور تیسری (روایت) صرف استقبال کی کراہت پر ہے اور چوتھی (روایت) کے مطابق اسی طرح پیٹھ کرنے کی بھی کراہت ہے مگر جبکہ اس نے اپنا کپڑا (دامن) پیچھے سے چھوڑا ہوا ہو۔

احناف کی دلیل:

احناف کی دلیل حضرت ابوایوب انصاری ﷛ کی روایت ہے جسے متعدد محدّثین نے نقل کیا ہے۔

چنانچہ امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)، امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)، امام مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ)، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث (متوفی ۲۷۵ھ)، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) اور امام محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی (متوفی ۷۴۱ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ، فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا"۔ قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ، فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَنَنْحَرِفُ، وَنَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى۔

(الكتاب المصنف لابن أبي شيبة، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (١٨٥) في استقبال القبلة بالغائط والبول، ص ١٣٩، الحديث: ١٦٠١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٦هـ، ١٩٩٥ء)

(شرح معاني الآثار، المجلد (٤)، كتاب (٢٦) الكراهية، باب (٢) استقبال القبلة بالفروج للغائط والبول، ص ٣١، الحديث: ٦٤٣٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ﷺ، المجلد (٧)، أبو أيوب الأنصاري، ص ٧٦٨، الحديث: ٢٣٩١١، مطبوعة: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

(صحيح البخاري، المجلد (١)، كتاب (٨) الصلاة، باب (٢٩) قبلة أهل المدينة، وأهل الشام، والمشرق، ص ١٠٣، الحديث: ٣٩٤، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

(صحيح مسلم، كتاب (٢) الطهارة، باب (١٧) استطابة، ص ١١٦، الحديث: ٥٩-(٢٦٤)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

(سنن أبي داود، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٤) كراهية استقبال القبلة عند قضاء

الحاجة، ص ٢٠، الحديث: ٩)

(جامع الترمذي، المجلد (١)، أبواب (١) الطهارة، باب (٦) في النهي عن استقبال القبلة بغائط أو بول، ص١٦، الحديث: ٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

(سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص٢٧_٢٨، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

(مشكاة المصابيح، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، ص ١٣٥، الحديث: ٣٣٤_(١)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم خلاء کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو، اور نہ پیٹھ، لیکن پورب کی طرف ہو جاؤ یا پچھم کی طرف۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تو ہم ملک شام گئے پس ہم نے قبلہ کی سمت بیت الخلاء بنے پائے تو ہم نے انہیں پھیر دیا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہی سے مختلف الفاظ میں ایک اور روایت نقل کرتے ہیں قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: "إِذَا أَتَىٰ أَحَدُکُمُ الْغَائِطَ، فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا یُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا"۔

(صحيح البخاري، المجلد (١)، كتاب (٤) الوضوء، باب (١١) لا تُستقبل القبلة بغائط إلخ، ص٤٦، الحديث: ١٤٤، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

یعنی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی خلاء کو جائے تو قبلہ کی جانب منہ نہ کرے اور نہ اسے پیٹھ کرے (بلکہ) مشرق کو ہو جائے یا مغرب کو منہ کر لے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۹ھ) روایت نقل کرتے ہیں قَدْ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ أَوِ الْبَوْلَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ".

(المؤطا للإمام مالك بن أنس ﷺ، كتاب القبلة، باب (١) النهي عن استقبال القبلة إلخ، ص١١٧، الحديث: (٤٥٣)۔١، مطبوعة: المكتبة العصرية، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٣هـ، ٢٠٠٢ء)

یعنی، تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب تم میں کوئی پاخانہ یا پیشاب کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے اور نہ پیٹھ۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، فَإِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا لِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ" (الحديث)

(السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب (١٢٠) وجوب الاستنجاء بثلاثة أحجار، ص ١٦٦، الحديث: ٤٩٧، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ١٩٩٩ء)

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں تمہارے لئے تمہارے والد کے مقام پر ہوں پس جب تم میں کوئی خلاء کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے نہ پاخانہ کے لئے، نہ ہی پیشاب کے لئے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (متوفی ۲۷۵ھ) روایت نقل کرتے ہیں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الَّذِيْ ذَهَبَ إِلَى الْغَائِطِ الْقِبْلَةَ وَقَالَ: "شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا".

(سنن ابن ماجة، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة وسننها، باب (١٧) النهي عن استقبال القبلة إلخ، ص١٨٦، الحديث: ٣١٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

یعنی، عطاء بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو استقبالِ قبلہ سے منع فرمایا کہ جو خلاء کو جائے، اور فرمایا: پورب کو ہو جائے یا پچھم کو۔

امام ابوعبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) روایت نقل کرتے ہیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ أُعَلِّمُكُمْ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا" (الحديث)

(سنن الدارمي، كتاب (١) الوضوء، باب (١٤) الاستنجاء بالأحجار، ص ١٩٤، الحديث: ١/٦٧٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں تمہارے لئے ایسے ہوں جیسے بچے کے لئے والد، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں، کہ تم (قضائے حاجت کے وقت) نہ قبلہ کو منہ کرو اور نہ پیٹھ۔

اور علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی (متوفی ۱۰۶۹ھ) اسی حدیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں (ويكره تحريماً استقبال القبلة واستدبارها) لقوله: عليه السلام: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا"۔ وهو بإطلاقه منهىٌ عنه۔

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص٢٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، ١٩٩٥ء)

یعنی، اور (استنجاء کے وقت) قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے) کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ: جب تم خلاء کو جاؤ تو نہ قبلہ کو منہ کرو نہ پیٹھ بلکہ پورب کو ہو جاؤ یا پچھم کو۔ اور وہ اس کے اپنے اطلاق کے ساتھ منہی عنہ ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

قوله: (لإطلاق النهي) وهو قوله ﷺ: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا"۔ رواه الستة

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: القول مرجح على الفعل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، صاحبِ ''در'' کا قول: (واسطے اطلاقِ نہی کے) اور وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جب تم میں کوئی خلاء کو جائے تو نہ قبلہ کو منہ کرے نہ پیٹھ مگر پورب کو ہوجائے یا پچھم کو۔ اسے ائمہ ستہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث شریف میں ''غائط'' کے معنی:

امام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں قوله: "إذا أتيتم الغائط" الغائط: المطمئن من الأرض ومنه قيل لموضع قضاء الحاجة الغائط، لأن العادة أن يقضي في المنخفض؛ لأنه أستر له۔

(شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٣٩، الحديث: ٣٣٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''جب تم خلاء کو جاؤ'' غائط (خلاء): آرام دہ زمین ہے اور اسی سے قضائے حاجت کی جگہ کو غائط کہا گیا کیونکہ عادت ہے کہ قضائے حاجت پست جگہ کی جاتی ہے اس لئے کہ وہ زیادہ پوشیدہ ہے۔

اور علامہ بدر الدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں قوله: "الغائط" اسم للأرض المطمئنة لقضاء الحاجة۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، المجلد (٤)، كتاب (٨) الصلاة، باب (٢٩) قبلة أهل المدينة إلخ،

الحدیث: ٣٩٤، ص ١٩٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، غائط، نام ہے اس آرام دہ زمین کا جہاں قضائے حاجت کی جائے۔

اور علامہ علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں (قال: قال رسول الله ﷺ: "إذا أتيتم الغائط") أى جئتم و حضرتم موضع قضاء الحاجة۔

(مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٤٧-٤٨، الحديث: ٣٣٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم خلاء کو جاؤ) یعنی جب تم پہنچو اور حاضر ہو قضائے حاجت کی جگہ پر۔

اور امام محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) حدیثِ مذکور کے تحت لکھتے ہیں وأصل الغائط المكان المطمئن من الأرض في الفضاء كان يقصد لقضاء الحاجة فيه ثم كنى به عن العذرة نفسها كراهة لذكرها بخاص اسمها، وعادة العرب استعمال الكنايات صوناً للألسنة عما تصان الأسماع والأبصار عنه فصارت حقيقة عرفية غلبت على الحقيقة اللغوية۔

(شرح الزرقاني على المؤطا، المجلد (١)، كتاب الصلاة، باب (١٢٤) النهي عن استقبال القبلة إلخ، ص ٤٥٥، الحديث: ٤٥٥، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، خلاء کی اصل جنسِ زمین سے فضاء میں وہ اطمینان بخش جگہ ہے جہاں قضائے حاجت کا قصد کیا جاتا ہے۔ پھر خاص اس کے نام کے ساتھ اس کے ذکر کو مکروہ جانتے ہوئے، اس کو کنایہ کیا گیا نفسِ گندگی سے۔ اور اہلِ عرب کی عادت ہے

کہ وہ زبان کی حفاظت کے لئے کنایات کو استعمال کرتے ہیں جس سے کان اور آنکھیں متلذذ ہوں پس حقیقتِ عرفیہ، حقیقتِ لغویہ پر غالب آگئی۔

اور علامہ عبد الرحمٰن جزیری لکھتے ہیں والغائط: هو المكان المنخفض۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (١)، كتاب الطهارة، آداب قضاء الحاجة، ص ٨٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، غائط اس پست جگہ کا نام ہے (جہاں استنجاء کیا جائے)۔

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی لکھتے ہیں ''خلاء لغت میں خالی جگہ کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں آبدست کو، چونکہ یہ کام تنہائی میں ہوتا ہے اس لئے اسے خلا کہا جاتا ہے''۔

(مرأة المناجيح شرح مشكاة المصابيح، جلد (١)، كتاب الطهارة، باب اداب الخلاء، الفصل الأول، ص ٢٥٧، مطبوعة: ضياء القرآن پبليكيشنز، لاهور)

استقبال سے مراد جہتِ قبلہ ہے:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں قوله:

(استقبال القبلة) أي جهتها كما في الصلاة فيما يظهر۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ص٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، صاحبِ ''در'' کا قول: (استقبالِ قبلہ) سے مراد جہتِ قبلہ ہے جیسا کہ نماز میں (جہتِ قبلہ میں) ظاہر ہے۔

شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا کے معنی:

علامہ علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

(ولكن شرقوا أو غربوا) أي توجهوا إلى جهة الشرق أو الغرب، قال في "شرح السنة": هذا خطاب لأهل المدينة ولمن كانت قبلته علىٰ ذلك السمت فأما من كانت قبلته إلىٰ جهة الغرب أو الشرق فإنه ينحرف إلى الجنوب أو الشمال۔

(مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٤٧-٤٨، الحديث: ٣٣٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (اور مگر پورب کو ہو جاؤ یا پچھم کو) یعنی جہتِ شرق یا غرب کی جانب متوجہ ہو جاؤ۔ ''شرح السنہ'' میں فرمایا: یہ خطاب اہلِ مدینہ کو ہے اور ہر اس شخص کے لئے جس کے ہاں قبلہ اسی سمت میں ہو۔ پس وہ جس کے ہاں قبلہ جانبِ غرب یا شرق ہو، تو وہ جنوب یا شمال کی جانب پھرے گا۔

علامہ سندھی (متوفی ۱۰۳۸ھ) لکھتے ہیں قوله: (وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا إلخ) أي خذوا في ناحية المشرق أو ناحية المغرب لقضاء حاجتكم، وهذا خطاب لأهل المدينة ومن قبلته علىٰ ذلك السمت والمقصود الإرشاد إلىٰ جهة أخري لا يكون فيها استقبال القبلة ولا استدبارها وهذا مختلف بحسب البلاد، فللكل أن يأخذوا بهذا الحديث بالنظر إلى المعني لا بالنظر إلى اللفظ۔

(حاشية السندي علىٰ سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ٢٨، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (اور مگر پورب کو ہو جاؤ الخ) یعنی اپنی قضائے حاجات کے لئے جانبِ

شرق یا غرب ہو جاؤ، اور یہ خطاب اہلِ مدینہ کو ہے اور ہر اس سے جس کے ہاں جہتِ قبلہ اسی سمت ہو۔ اور مقصود اُس دوسری جہت کی جانب راہنمائی کرنا ہے کہ جہاں استقبال و استدبارِ قبلہ نہ پایا جائے۔ اور یہ (جہت) مختلف شہروں کے مطابق مختلف ہوگی۔ تو سب کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث کے معنی میں غور کریں نہ کہ صرف لفظ پر غور کریں۔

اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی لکھتے ہیں "چونکہ مدینہ منوّرہ میں قبلہ جانبِ جنوب ہے اور شام یعنی بیت المقدس جانبِ شمال، وہاں کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ شرق یا غرب کو منہ کرلو۔ چونکہ ہمارے ہاں قبلہ جانبِ مغرب ہے لہٰذا ہم جنوب یا شمال کو منہ کریں گے"۔

(مرأة المناجيح شرح مشكاة المصابيح، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء، الفصل الأول، ص ۲۵۷، مطبوعة: ضياء القرآن پبلیکیشنز، لاهور)

حدیث شریف میں "لا" نہی کے لئے ہے:

امام محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) حدیث مذکور کے تحت لکھتے ہیں (فلا يستقبل) بكسر اللام لأنّ لا ناهية۔

(شرح الزرقاني على الموطا، المجلد (۱)، كتاب الصلاة، باب (۱۲٤) النهي عن استقبال القبلة إلخ، ص ٤۵۵، الحديث: ٤۵۵، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، (فلا يستقبل) لام کے زیر کے ساتھ ہے اس لئے کہ "لا" ناہیہ (یعنی نہی کے واسطے) ہے۔

اگر بھول کر سمتِ قبلہ بیٹھ گیا تو پھر جائے:

اگر بھولے سے سمتِ قبلہ بیٹھ گیا تو مستحب یہ ہے کہ بقدرِ امکان پھر جائے۔

چنانچہ علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں

فإن جلس مستقبل القبلة ناسياً ثم ذكر بعده إن أمكنه الانحراف انحرف۔

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٢٢، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، پس اگر بھولے سے قبلہ کو منہ کر کے بیٹھ گیا پھر یاد آنے پر اگر پھرنا ممکن ہو تو پھر جائے۔

اور علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی (متوفی ۱۰٦۹ھ) لکھتے ہیں وإذا جلس مستقبلاً ناسياً، فتذكر فيستحب له الانحراف بقدر ما يمكنه۔ لما أخرجه الطبري مرفوعاً: "مَنْ جَلَسَ يَبُوْلُ قِبلَةَ الْقِبْلَةِ، فَانْحَرَفَ عَنهَا إِجلَالاً لَهَا، لَمْ يَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُ"۔

(إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، فصل، ص٦٥، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اور اگر بھولے سے قبلہ رخ بیٹھ گیا، تو یاد آنے پر مستحب ہے کہ بقدرِ امکان پھر جائے، اس حدیث شریف کی وجہ سے جو امام طبری نے مرفوعاً روایت نقل کی: جو کوئی پیشاب کرنے کے لئے قبلہ کی جانب بیٹھ گیا اور یاد آنے پر اس کی (یعنی قبلہ کی) تعظیم کے واسطے پھر گیا تو وہ اس جگہ سے اس حالت میں کھڑا ہوتا ہے کہ اس کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔ (یعنی مغفرت یقینی ہے)

اور لکھتے ہیں وإذا جلس مستقبلاً ناسياً فتذكر وانحرف إجلالاً لها لم يقم من مجلسه حتّى يغفر له كما أخرجه الطبراني مرفوعاً۔

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص ٢٢، مطبوعة:

دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، ١٩٩٥ء)

یعنی، اور اگر قبلہ کی جانب بھول کر بیٹھ گیا پس یاد آیا تو قبلہ کی تعظیم کرنے کے واسطے پھر جائے، تو وہ اس مقام سے اس حال میں کھڑا ہوگا کہ اس کی مغفرت فرمادی جائے گی جیسا کہ اس حدیث کو امام طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

اور علامہ علاؤ الدین حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں فإن جلس مستقبلاً لها غافلاً ثم ذكره انحرف ندباً لحديث الطبري: "مَنْ جَلَسَ يَبُولُ قِبَالَةَ الْقِبْلَةِ فَذَكَرَهَا فَانْحَرَفَ عَنْهَا إِجلالاً لَهَا لَمْ يَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُ"۔

(الدر المختار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، ص ٦٠٩، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، پس اگر بھولے سے قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھ گیا تو پھر جانا اس کے لئے مستحب ہے اس حدیث کی وجہ سے جو "تاریخ الطبری" میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (بھولے سے) قبلہ رخ پیشاب کرے تو یاد آنے پر قبلہ کی تعظیم کی خاطر اس سمت سے پھر جائے تو وہاں سے اٹھنے سے قبل اس کی مغفرت فرمادی جائے گی۔

اور علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ) لکھتے ہیں وإن غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له أن ينحرف بقدر الإمكان كذا في "التبيين"،

(الفتاوى الهندية، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، ص ٥٠، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٠هـ، ١٩٨٠ء)

یعنی، اور اگر بھول گیا اور قبلہ کی جانب منہ کر کے بیٹھ گیا تو مستحب یہ ہے کہ وہ بقدرِ امکان اس سمت سے پھر جائے جیسا کہ "تبیین" میں ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں قولہ

(فانحرف عنها) أي: بجملته أو بقبله حتى خرج عن جهتها والكلام مع الإمكان۔

(رد المحتار، المجلد (۱)، كتاب (۱) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: القول مرجح على الفعل، ص ٦٠٩۔٦١٠، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠)

یعنی، صاحبِ ''درمختار'' کا قول: (پھر جائے) یعنی پُورا پھر جائے یا فقط اپنی شرمگاہ پھیر لے یہاں تک کہ جہتِ قبلہ سے پھر جائے اور کلام امکان کے ساتھ ہے۔

اور علامہ عبد الرحمٰن جزیری لکھتے ہیں فإن جلس ساهياً، وتذكر تحول عن القبلة عند تذكره إن قدر على التحول۔

(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (١)، كتاب الطهارة، آداب قضاء الحاجة، ص ٨٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اگر بھولے سے بیٹھ گیا اور یاد آیا تو یاد آتے ہی اگر پھرنا ممکن ہو تو (سمتِ) قبلہ سے پھر جائے۔

اور صدر الشریعہ علامہ امجد علی (متوفی ۱۳۶۷ھ) لکھتے ہیں ''اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی فوراً رخ بدل دے اس میں امید ہے کہ اس کے لئے مغفرت فرمادی جائے''۔

(بہارِ شریعت، جلد (۱)، حصہ دوم، طہارت کا بیان، استنجے کا بیان، استنجے کے متعلق مسائل، ص ۷۵، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

اگر پھرنا، ممکن نہ ہو تو؟:

اگر بھول کر قبلہ رُو یا قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے بیٹھ جانے کے بعد، یاد آنے پر پھرنا ممکن نہ ہو تو حرج نہیں۔

چنانچہ علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں

وإلا فلا بأس۔

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٢٢، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، اگر پِھرنا ممکن نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں إن أمكنه وإلّا فلا بأس۔

(الدر المختار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، ص ٦٠٩، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، (پھرنے کا حکم اس وقت ہے) جب اُسے ممکن ہو، ورنہ کوئی حرج نہیں۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

والكلام مع الإمكان فليس في الحديث دلالة علىٰ أن المنهي استقبال العين كما لا يخفىٰ۔ فافهم۔ قوله: (حتّٰى يغفر له) أي: تقصيره في عدم تثبته حتّٰى غفل واستقبلها، أو المراد غفران ما شاء اللّٰه تعالىٰ من ذنوبه الصغائر: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [سورة هود: ١١٤/١١] قوله: (وإلا فلا بأس) أي: وإن لم يمكنه فلا بأس، والمراد نفي الكراهية أصلاً۔ ويحتمل أن المعنىٰ وإن لم ينحرف مع الإمكان فلا بأس كما في "النهاية" وحينئذ فالمراد به خلاف الأولىٰ كما هو الشائع في استعماله، وإلىٰ ذلك أشار الشارح أولاً بقوله: "ندباً"۔

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: القول

مرجّح على الفعل، ص ٦٠٩ـ٦١٠، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، اور کلام ممکن ہونے کے ساتھ ہے۔ اور حدیث میں دلالت نہیں کہ عینِ استقبال سے منع فرمایا گیا ہو جیسا کہ مخفی نہیں، پس تو سمجھ۔ اور صاحبِ ''درمختار'' کا فرمان (یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی جائے) یعنی اس کی تقصیر (گناہ) کو عدم تثبّت (یعنی ثابت نہ ہونے کی صورت) میں، یہاں تک کہ وہ غافل ہو اور اس نے استقبالِ قبلہ (یعنی قبلہ کی جانب منہ) کرلیا۔ یا مراد بخشش ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے اس کے صغیرہ گناہوں سے۔ (قرآن مجید میں ہے) ترجمہ: بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں (کنزالایمان)۔ اور صاحبِ ''درمختار'' کا قول: (ورنہ حرج نہیں) یعنی اگر اسے پھرنا ممکن نہ ہو تو حرج نہیں۔ اور مراد اصلاً کراہت کی نفی ہے۔ اور یہ کلام اس معنی کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ ممکن ہونے کے باوجود نہ پھرے تو حرج نہیں، جیسا کہ ''النہایہ'' میں ہے، تو اس وقت اس سے مراد خلافِ اولیٰ ہوگی جیسا کہ وہ استعمال میں مشہور ہے، اور اسی جانب شارحِ (تنویرالابصار، علامہ علاؤالدین حصکفی) نے اپنے قول "ندباً" کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

بچے کو قضائے حاجت کے وقت جہتِ قبلہ نہ بٹھائیے:

اور بچے کو بھی قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرکے بٹھانا مکروہ ہے۔

چنانچہ علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم (متوفی ٩٧٠ھ) لکھتے ہیں و كذا يكره للمرأة أن تمسك ولدها للبول و الغائط نحو القبلة۔

(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، المجلد (١)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص ٤٢٢، مبطوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، اوراسی طرح عورت کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے بچے کو پیشاب و پاخانہ کے لئے قبلہ کی سمت بٹھائے۔

اور علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی (متوفی ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں ویکرہ إمساك الصبي نحو القبلة للبول۔

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص ۲۲، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ، ١٩٩٥ء)

(إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص ٦٥، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اور بچے کو پیشاب کے لئے قبلہ کی جانب (منہ کر کے) بٹھانا مکروہ ہے۔

اور علامہ علاؤالدین حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں (و كذا يكره هذا تعم التحريمية والتنزيهية (للمرأة إمساك صغير لبول أو غائط نحو القبلة) و كذا مدّ رجله إليها۔

(الدر المختار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، ص ٦١٠، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت)

یعنی، اوراسی طرح (عورت کے واسطے) مکروہ ہے، یہ کراہیت تنزیہی اور تحریمی دونوں کو شامل ہے، کہ عورت اپنے بچے کو پیشاب و پاخانہ کے وقت قبلہ کی سمت بٹھائے، اوراسی طرح قبلہ کی جانب اس کے پَیروں کا پھیلانا۔

اور علامہ نظام الدین حنفی (متوفی ۱۱۶۱ھ) لکھتے ہیں ويكره للمرأة أن تمسك ولدها للبول والتغوّط نحو القبلة كذا في "السراج الوهاج"۔

(الفتاوى الهندية، المجلد (١)، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، ص ٥٠، مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٠هـ، ١٩٨٠ء)

یعنی، عورت کے واسطے مکروہ ہے کہ وہ اپنے بچے کو پیشاب و پاخانہ کے لئے سمتِ قبلہ بٹھائے، جیسا کہ ''السراج الوہاج'' میں ہے۔

بچے کو بٹھانے کی کراہت بھی تحریمی ہے:

بچے کو قضائے حاجت کے لئے قبلہ سمت بٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ بچے کا فعل از خود نہیں بلکہ بالغ کی طرف سے ہے۔ اور ہر وہ فعل جو بالغ کے لئے مکروہ ہو وہ بچے کے ساتھ کیا جانا بھی مکروہ ہے اور گناہ بالغ پر ہے نہ کہ بچہ پر۔

چنانچہ علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی (متوفی ۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں قوله: (ويكره إمساك الصبي إلخ) كل ما يكره لبالغ فعله كره أن يفعله بصغير فيكره إمساكه حال قضاء حاجته نحو القبلة، وعين القمرين، ونحو ذلك، ويحرم إطعامه، وإلباسه محرماً، والإثم على البالغ الفاعل به ذلك۔

(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، فصل، ص ٥٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ، ١٩٩٧ء)

یعنی، صاحبِ ''نور الایضاح'' کا قول: (اور بچے کو بٹھانا الخ) ہر وہ فعل جو بالغ کے لئے اس کا کرنا مکروہ ہے، اسی طرح اس فعل کا کسی نابالغ کے ساتھ کرنا بھی مکروہ ہے۔ پس اسے قضائے حاجت کے لئے جانبِ قبلہ بٹھانا مکروہ ہے، اور چاند و سورج کی سمت بٹھانا اور اسی کی مثل۔ اور اسے حرام مال کھلانا اور حرام لباس پہنانا، کھلانے اور پہنانے والے پر حرام ہے۔ اور گناہ اس نابالغ پر کئے گئے فعل کا بالغ، فاعل پر ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

قوله: (إمساك صغير) هذه الكراهة تحريمية لأنه قد وجد الفعل من المرأة۔

(رد المحتار، المجلد (۱)، كتاب (۱) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، ص ٦١٠، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت)

یعنی، صاحبِ ''درمختار'' کا قول: (بچے کو روکنا) یہ کراہتِ تحریمیہ ہے اس لئے کہ فعل، عورت کی طرف سے پایا گیا۔

صدر الشریعہ لکھتے ہیں ''بچے کو پاخانہ، پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا''۔

(بہارِ شریعت، جلد(۱)، حصہ دوم، طہارت کا بیان، استنجے کا بیان، استنجے کے متعلق مسائل، ص ۷۵، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

شوافع کا مذہب

بوقتِ استنجاء قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا، چار دیواری میں مکروہ نہیں:

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک استنجاء کے وقت قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کرنا صرف کھلے میدان وصحراء میں مکروہ ہے چار دیواری میں مکروہ نہیں، چار دیواری میں قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنے سے اجتناب صرف استحباب وافضلیت کے درجے میں ہے۔

چنانچہ امام شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں عند الشافعي استقبال القبلة واستدبارها غير محرم في البنيان۔

(شرح الطيبي علىٰ مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٣٩، الحديث: ٣٣٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، امام شافعی کے نزدیک استقبالِ قبلہ اور استدبار، مکان (چار دیواری) میں حرام نہیں۔

اور قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب الباجی (متوفی

۴۹۴ھ) لکھتے ہیں وذهب مالك والشافعي إلى أن المنع من ذلك في الصحارى دون المباني۔

(المنتقى شرح الموطا للإمام مالك، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، النهي عن استقبال القبلة والإنسان على حاجته، ص ٣٩٠، الحديث: ٤٥٠۔٤٥١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

یعنی، اورامام مالک وشافعی رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے چاردیواری کے بجائے صرف کھلے میدانوں میں ممانعت کو اختیار فرمایا۔

اورامام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں وخصه آخرون بالصحراء وعليه الأئمة الثلاثة لحديث ابن عمر الذي يليه۔

(حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ٢٧۔٢٨، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اوراس حدیث کو دوسروں نے صحراء (یعنی کھلے میدان) کے ساتھ خاص کیا ہے اور ائمہ ثلاثہ (علاوہ امامِ اعظم کے) اسی پر ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث کی وجہ سے جو اس کے ساتھ ملی ہے۔

اورعلامہ علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں (قال الشيخ الإمام محيي السنة رحمه الله: هذا الحديث) أي حكمه (في الصحراء) أي عند الشافعية۔

(مرقاة المفاتيح على مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٤٧۔٤٨، الحديث: ٣٣٤۔(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (شیخ امام محی السنہ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ حدیث) یعنی اس حدیث کا حکم (صحراء کے لئے ہے) یعنی شوافع کے نزدیک۔

اور شیخِ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں

''ونزد امام شافعی حرام است در صحرا نہ در خانہا''۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکاۃ، جلد(۱)، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، ص ۱۹۱)

یعنی، امام شافعی کے نزدیک صحراء میں حرام ہے نہ کہ مکان میں۔

چار دیواری میں ترک افضل ہے:

شوافع کے نزدیک مکان یعنی چار دیواری میں استنجاء کے وقت استقبال و استدبارِ قبلہ کا ترک صرف افضل ہے نہ کہ واجب۔

چنانچہ علامہ علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں قال ابن حجر: فکل منهما حال قضاء الحاجة، والعبرة بالصدر حرام في الصحراء و البنيان لا يستثنىٰ من ذلك إلا المحل المهيا لقضاء الحاجة في البنيان و الصحراء فلا حرمة فيه مطلقاً لحديث ابن عمر الآتي لكن إن أمكنه الميل عن القبلة بلا مشقة كان الميل عنها أفضل۔

(مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح، المجلد (۲)، كتاب الطهارة، باب (۲) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص۴۷-۴۸، الحديث: ۳۳۴-(۱)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے فرمایا پس ان دونوں (استقبال و استدبار) میں سے ہر ایک قضائے حاجت کے وقت ہیں اور اعتبار سینہ کے ساتھ صحراء میں استقبال قبلہ کے حرام ہونے کا ہے اور چار دیواری اس سے مستثنیٰ نہیں ہے مگر وہ

جگہ جسے چار دیواری میں قضائے حاجت کے لئے بنایا گیا ہو، تو اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کی بناء پر صحراء میں حرمت مطلقاً نہیں ہے لیکن اگر اُسے بلا مشقت قبلہ سے پھرنا ممکن ہو تو پھرنا افضل ہے۔

شوافع کی دلیل:

شوافع کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) روایت نقل کرتے ہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِيْ حَاجَتَهُ، مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ، مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ"۔

(صحيح البخاري، كتاب (٤) الوضوء، باب (١٤) التبرز في البيوت، ص ٤٧، الحديث: ١٤٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

اور امام مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَالَ: رَقِيْتُ عَلَى بَيْتِ أُخْتِيْ حَفْصَةَ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاعِداً لِحَاجَتِهِ، مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ، وَمُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔

(صحيح مسلم، كتاب (٢) الطهارة، باب (١٧) الاستطابة، ص ١٧٧، الحديث: ٦٢-(٢٦٦)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں، اپنی بہن (ام المؤمنین سیدہ) حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ قضائے حاجت کے لئے تشریف فرما ہیں حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ کو پیٹھ اور شام کی جانب چہرۂ اقدس کئے تھے۔

چنانچہ قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب الباجی (متوفی ۴۹۴ھ) لکھتے ہیں والدليل علىٰ صحة جواز ذلك في المباني قول عبد الله بن عمر: لقد ارتقيت علىٰ ظهر بيت لنا، فرأيت رسول الله ﷺ على لبنتين مستقبل بيت المقدس لحاجته۔

(المنتقىٰ شرح المؤطا للإمام مالك، المجلد (٢)، كتاب الصلاة، النهي عن استقبال القبلة والإنسان علىٰ حاجته، ص ٣٩٠، الحديث: ٤٥٠۔٤٥١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

یعنی، چار دیواری میں صحتِ جواز کی دلیل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ میں ہمارے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لئے دو اینٹوں پر بیت المقدس کی جانب چہرۂ اقدس فرمائے دیکھا۔

اختلاف:

حضرت ابو ایوب انصاری اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرویہ احادیث میں معنی کے متضاد ہونے کے باعث ائمہ میں اختلاف واقع ہوا۔

چنانچہ علامہ شرف الدین الحسین بن محمد بن عبد اللہ الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں في الحديث من الفقه النهي عن استقبال القبلة واستدبارها عند قضاء الحاجة واختلف أهل العلم، فذهب جماعة إلىٰ تعميم النهي، والتسوية في الصحراء والبنيان، وقالوا: قوله ﷺ: "شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا" هذا خطاب لأهل المدينة، ولمن كانت قبلته علىٰ ذلك السمت، فأما من كانت قبلته إلى جهة المشرق أو المغرب، فإنه ينحرف إلى الجنوب أو الشمال۔ وذهب جماعة

من أهل العلم إلى أن النهي عن الاستقبال والاستدبار في الصحراء، فأما في البنيان فلا بأس بهما، وبه قال الشافعي وجماعة، لأن الصحراء لا تخلو عن مصلٍّ من ملك، أو إنسي، أو جني، فإذا قعد مستقبل القبلة أو مستدبرها ربما يقع بصر مصلّي على عورته، ونهي عن ذلك، وهذا المعنى مأمون في الأبنية، فإن الحشوش محضرة الشياطين۔

(شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٣٩_٤٠، الحديث: ٣٣٤_(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ، ٢٠٠١ء)

یعنی، حدیث میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنے سے فقہ میں نہی ہے اور اہلِ علم میں اختلاف ہے۔ پس ایک جماعت، عمومِ نہی، صحراء اور چاردیواری کے (تحریم کے حکم) میں برابری کی طرف گئی ہے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان: پورب کو ہو جاؤ یا پچھم کو، کے بارے میں کہا کہ یہ خطاب اہلِ مدینہ سے ہے اور ہر اس شخص سے خطاب ہے۔ جس کے ہاں قبلہ اسی سمت میں ہو پس۔ جس کے ہاں قبلہ سمتِ مشرق یا مغرب میں ہو تو وہ جنوب اور شمال کی جانب پھرے گا۔ اور اہلِ علم سے ایک جماعت اس جانب گئی کہ استقبال و استدبار سے نہی، صحراء کے ساتھ خاص ہے، جبکہ چاردیواری میں ان کے نزدیک قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا دونوں صورتوں میں حرج نہیں۔ یہ امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کا قول ہے۔ اس لئے کہ صحراء انسان اور فرشتے یا جنات نمازیوں سے خالی نہیں۔ پس اگر وہ قبلہ کو منہ یا پیٹھ کئے ہوگا تو بہت ممکن ہے کہ کسی نمازی کی نظر اس کے ستر پر پڑے، اور اس (یعنی غیر کی جانب ستر کھولنے) سے ممانعت ہے، اور یہ معنی عمارت میں مامون

(یعنی اس میں) ہیں، کہ استنجاء خانے تو شیطانوں کی آماجگاہ ہوتے ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک علت، کشفِ عورت ہے:۔

امام شافعی کے نزدیک حدیث میں نہی کی علت، کشفِ عورت ہے اسی لئے انہوں نے یہ حکم صرف کھلے میدان میں لگایا، عمارت و چاردیواری کو مستثنیٰ قرار دیا اور صرف افضلیت پر محمول کیا۔ کہ چاردیواری میں کشفِ عورت کا احتمال نہیں۔ جبکہ صحراء میں نمازی جو کہ جہتِ قبلہ کو نماز پڑھتا ہوگا تو اس کی نظر استنجی کرتے والے کے ستر پر پڑے گی چاہے وہ قبلہ کو منہ کئے ہو یا پیٹھ۔

چنانچہ علامہ علی بن سلطان المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

قال الطيبي: ذكر الشافعي وجماعة أن الصحراء لا يخلو من مصلّ من ملك أو إنس أو جنّ فإذا قعد مستقبل القبلة أو مستدبرها ربما يقع نظر مصلّ على عورته وأما الأبنية فليس فيها ذلك لأن الحشوش لا تحضره إلا الشياطين۔

(مرقاة المفاتيح على مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب: (٢) آداب الخلاء، الفصل الأول، ص ٤٧-٤٨، الحديث: ٣٣٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، علامہ طیبی نے فرمایا: امام شافعی اور ایک جماعت نے ذکر کیا کہ صحراء جنات، انسان، یا فرشتے نمازیوں سے خالی نہیں ہوتے پس جب وہ قبلہ کو منہ کر کے بیٹھے گا یا پیٹھ کرے گا تو زیادہ ممکن ہے کہ نمازی کی نظر اس کے ستر پر پڑے اور جبکہ عمارت میں یہ وجہ نہیں پائی جاتی، کیونکہ بیت الخلاء میں صرف شیاطین ہی داخل ہوتے ہیں۔

احناف کے نزدیک علتِ حرمت، تعظیمِ کعبہ ہے:۔

احناف کے نزدیک حرمت کی علت تعظیم ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک ابن بطال (متوفی ۴۴۹ھ) لکھتے ہیں إكراماً للقبلة، وتنزيهاً لها، كما روي ابن جريج عن عطاء قال: يكره أن ينكشف الإنسان مستقبل القبلة يتخلى، أو يبول، أو يتأزر إلا أن يأتزر تحت ردائه أو قميصه۔

(شرح صحيح البخاري لابن بطّال، المجلد (١)، كتاب (٤) الوضوء، باب (١١) لا تستقبل القبلة بغائط إلخ، ص ٢٣٦)

یعنی، (ممانعت) قبلہ کی تعظیم اوراس کی پاکیزگی کی وجہ سے ہے، جیسا کہ ابن جریج نے عطاء سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ انسان کا قبلہ کو منہ کر کے ستر کھولنا، یا پیشاب کرنا یا شلوار پہننا مکروہ ہے مگر یہ کہ وہ چادر کے نیچے شلوار پہنے یا قمیص کے نیچے سے (یعنی کسی صورت ستر نہ کھلے)۔

علامہ علی بن سلطان محمد المعروف بملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) حدیث مذکور کے تحت لکھتے ہیں (فلا يستقبلوا القبلة) أي جهة الكعبة تعظيماً لها (ولا تستدبروها) تكريماً لها۔

(مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح، المجلد (٢)، كتاب الطهارة، باب (٢) أدب الخلاء، الفصل الأول، ص ٤٧، الحديث: ٣٤٤-(١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، (پس قبلہ کو منہ نہ کرو) یعنی جہتِ کعبہ کو اس کی تعظیم کی بناء پر (اور نہ اس کو پیٹھ کرو) اس کی تکریم کی وجہ سے۔

دونوں روایتوں میں اختلاف:

قاری کو شائبہ ہو گیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایتوں

میں معارضہ ہے کہ پہلی حدیث میں صراحۃً نہی فرمائی گئی جبکہ دوسری روایت میں خود رسول اللہ ﷺ کا فعل منقول ہے۔ تو درست یہ ہے کہ دونوں روایتوں میں معارضہ نہیں۔

دونوں روایتوں میں معارضہ نہیں:

مذکورہ دونوں روایتوں میں معارضہ واقع نہیں جس کی چند وجوہ ہیں۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں وإن نظرنا إلى الآثار فحديث أبي أيوب عام وحديث ابن عمر لا يعارضه لأربعة أوجه۔ أحدها: أنه قول وهذا فعل ولا معارضة بين القول والفعل۔ الثاني: أن الفعل لا صيغة له وإنما هو حكاية حال، وحكايت الأحوال معرضة للأعذار والأسباب والأقوال لا تحتمل ذلك۔

الثالث: أن هذا القول شرع مبتدأ وفعله عادة والشرع مقدم على العادة۔

الرابع: أن هذا الفعل لو كان شرعاً لما تستر به انتهىٰ۔

(حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ٢٧-٢٨، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، اگر ہم آثار کی جانب نظر کریں تو حدیثِ ابو ایوب عام ہے اور حدیثِ ابن عمر چار وجوہ کی بناء پر اس کے معارض نہیں، پہلی وجہ: یہ کہ ابو ایوب انصاری کی حدیث، قول ہے اور ابن عمر کی روایت، فعل، اور قول اور فعل معارض نہیں ہوتے۔ دوسری وجہ: یہ کہ فعل کے لئے کوئی صیغہ نہیں وہ تو صرف حکایتِ حال ہے، اور حکایتِ احوال، اسباب و اعذار کو در پیش ہو سکتی ہے جبکہ اقوال اعذار و اسباب کا

احتمال نہیں رکھتے۔ تیسری وجہ: یہ ہے کہ یہ قول، ابتداءً مشروع فرمایا گیا ہے اور آپ ﷺ کا فعل عادۃً ہے اور شرع، عادت سے مقدّم ہے۔ چوتھی وجہ: یہ ہے کہ اگر یہ فعل مشروع ہوتا تو چھپ کر کیوں فرمایا، انتہیٰ۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے:

اور بحث مذکور سے معلوم ہوا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں وفي الآخرين نظر لأن فعله شرع كقوله والتستّر عند قضاء الحاجة مطلوب بالإجماع، وقد اختلف العلماء في علة هذا النهي علىٰ قولين، أحدهما: أن في الصحراء خلقاً من الملائكة والجن فيستقبلهم بفرجه۔ والثاني: أن العلة إكرام القبلة واحترامها لأنها جهة معظمة۔ قال ابن العربي: وهذا التعليل أولىٰ ورجحه النووي أيضاً في "شرح المهذب"۔

(حاشية الإمام السيوطي على سنن النسائي، المجلد (۱)، الجزء (۱)، كتاب (۱) الطهارة، باب (۲۰) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ۲۷-۲۸، الحديث: ۲۱، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۱ء)

یعنی، (اوپر مذکورہ معارضہ نہ ہونے کی وجوہ میں) آخری دو میں نظر ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فعل بھی شرع ہے جیسا کہ ان کا قول، یہ قضائے حاجت کے وقت ستر چھپانا بالاِجماع مطلوب ہے اور اس ممانعت کی علت کے بارے میں علماء کے مابین دو اقوال پر اختلاف ہے، ایک یہ کہ صحراء میں مخلوق، فرشتے اور جن، ہوتے ہیں، پس (اگر صحراء میں قبلہ کو منہ یا پیٹھ کی تو) ان کے مقابل ہوگا (کیونکہ وہ نماز پڑھتے ہوں گے

اور جہتِ قبلہ کی جانب رُخ کیئے ہوں گے)، اور دوسرا قول یہ ہے کہ علت تعظیمِ قبلہ اور اس کا احترام ہے اس لئے کہ وہ جہت، عظمت کے لائق ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ یہ تعلیل اولیٰ ہے اور اسی کو امام نووی نے ''شرحِ مہذب'' میں ترجیح دی۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں

ورجح الأول بأنه قول وهذا فعل، والقول أولىٰ لأن الفعل يحتمل الخصوصية والعذر وغير ذلك، وبأنه محرّم وهذا مبيح، والمحرم مقدم، وتمامه في "شرح المنية".

(رد المحتار، المجلد (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٥) الأنجاس، فصل في الاستنجاء، مطلب: القول مقدم على الفعل، ص ٦٠٨، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی، اور پہلی (یعنی ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی) روایت کو (عمل میں) ترجیح دی گئی کیونکہ یہ قول ہے اور یہ (یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت) فعل، اور قول فعل سے اولیٰ ہے، کیونکہ فعل خصوصیت اور عذر وغیرہما کا احتمال رکھتا ہے نیز ایک وجہ اور بھی ہے کہ وہ (یعنی ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت) حرام کرنے کے لئے ہے اور یہ (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت) اباحت کے لئے ہے، اور (اس معاملہ میں یعنی جب حرام اور حلال جمع ہو جائیں تو) محرِّم (حرام ثابت کرنے والی دلیل) مقدّم ہوتی ہے۔ اور اس کی مکمل بحث ''شرح المنیہ'' میں ہے۔

مختار مذہب:

لہٰذا مختار مذہب، احناف ہی کا ہے۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں قال

القاضي أبو بكر بن العربي: والمختار الأول لأنا إذا نظرنا إلى المعاني فالحرمة للقبلة فلا يختلف في البنيان ولا في الصحراء۔

(حاشية الإمام السيوطي علىٰ سنن النسائي، المجلد (١)، الجزء (١)، كتاب (١) الطهارة، باب (٢٠) النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة، ص ٢٧، الحديث: ٢١، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة السادسة ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١ء)

یعنی، قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا: اور مختار مذہب، اول ہے اس لئے کہ اگر ہم حدیث کے معانی پر غور کریں تو حرمت، قبلہ (کی تعظیم) کی وجہ سے ہے، اور تعظیم چاردیواری اور میدان میں مختلف نہیں ہوتی۔

ائمہ اربعہ کا اختلاف:

مسئلہ مجوثہ میں امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مؤقف ایک ہے، اور امام مالک وامام شافعی کا مؤقف ان کے برعکس ہے۔

چنانچہ امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں وأما النهي عن الاستقبال للقبلة بالبول والغائط، فقد اختلف العلماء فيه علىٰ مذاهب: مالك والشافعي رحمهما الله تعالىٰ، أنه يحرم استقبال القبلة في الصحراء بالبول والغائط، ولا يحرم ذلك في البنيان وهذا مروي عن العباس بن عبد المطلب وعبد الله بن عمر رضي الله عنهما والشعبي وإسحاق بن راهويه وأحمد بن حنبل في إحدى الروايتين رحمهم الله والمذهب الثاني: أنه لا يجوز ذلك، لا في البنيان ولا في الصحراء، وهو قول أبي أيوب الأنصاري الصحابي رضي الله عنه ومجاهد وإبراهيم النخعي

وسفيان الثوري وأبي ثور وأحمد في رواية۔ والمذهب الثالث جواز ذلك في البنيان والصحراء جميعاً، وهو مذهب عروة بن زبير وربيعة، شيخ مالك رضي الله عنه وداود الظاهري والمذهب الرابع: لا يجوز الاستقبال لا في الصحراء ولا في البنيان، ويجوز الاستدبار فيهما، وهي إحدي الروايتين عن أبي حنيفة وأحمد رحمهما الله تعالىٰ۔

(شرح صحيح مسلم للنووي، المجلد (۳)، كتاب (۲) الطهارة، الباب (۱۷) الاستطابة، الحديث: 265/۹ ،٦٦-٦٠، ص ٥٢ مطبوعة: دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی، پس تحقیق علماء میں چند مذاہب پر اختلاف ہوا۔ ایک مذہب امام مالک وشافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا ہے کہ وہ پیشاب و پاخانہ کے لئے صحراء میں قبلہ کو منہ کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک یہ تحریم، چاردیواری میں نہیں اور یہ عباس بن عبد المطلب، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، شعبی، اسحاق بن راہویہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی ایک روایت سے مروی ہے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ نہ چاردیواری میں جائز ہے نہ صحراء میں، اور یہ ابوایوب انصاری صحابی رضی اللہ عنہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابوثور امام احمد کی ایک روایت کا قول ہے۔ اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ صحراء اور چاردیواری دونوں میں جائز ہے اور یہ مذہب عروہ بن زبیر، ربیعہ شیخِ مالک رضی اللہ عنہم اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے اور چوتھا مذہب یہ کہ استقبالِ قبلہ (برائے قضائے حاجت) نہ صحراء میں جائز ہے اور نہ چاردیواری میں اور اس میں پیٹھ کرنا جائز ہے۔ اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک روایت ہے۔

امام شافعی کے اعتراضات و دلائل کے جوابات تحریر کئے جاچکے نیز یہی

امام مالک کے دلائل کو کفایت کرتے ہیں رہی بات امام احمد بن حنبل کے مذہب کی تو اس مسئلہ میں احناف اور حنابلہ میں اختلاف نہیں۔ اور امام نووی کی مذکورہ عبارت میں جہاں تک امام ابو حنیفہ کی ایک روایت یعنی جوازِ استدبار کا تعلق ہے تو اس کا جواب علامہ شامی کے حوالے سے دیا جا چکا کہ اسے صیغۂ مجہول سے روایت کیا گیا جو کہ اس قول کے ضعیف ہونے پر دال ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالیٰ أَعلَمُ بِالصَّوَاب وَإِلَیہِ المَرجَعُ وَالمَاب

بحمد اللہ تعالیٰ

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

الماٰخذ والمراجع

رقم	اسم الكتاب	المؤلف أو المصنف
۱	(كتاب الله ﷻ) قرآن مجيد	
ترجمۂ قرآن:		
۲۔	كنز الإيمان في ترجمة القرآن	امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
تفاسیر:		
۳۔	تفسير روح البيان	شیخ اسماعیل حقی بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ
۴۔	تفسير خزائن العرفان	صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷
احادیث:		
۵۔	مؤطا الإمام مالك	امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۷۹ھ
۶۔	مصنف ابن أبي شيبة	امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ
۷۔	مسند الإمام أحمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ متوفی ۲۴۱ھ
۸۔	سنن الدارمي	امام ابو عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ
۹۔	صحيح البخاري	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
۱۰۔	صحيح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
۱۱۔	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
۱۲۔	جامع الترمذي	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
۱۳۔	سنن النسائي	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ
۱۴۔	شرح معاني الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ

المأخذ والمراجع

المؤلف أو المصنف	اسم الكتاب	رقم
امام ابوبکر علی بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸	السنن الكبرىٰ للبيهقي	۱۵۔
امام حافظ زکی الدین منذری متوفی ۶۵۶ھ	الترغيب والترهيب	۱۶۔
امام محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۱ھ	مشكاة المصابيح	۱۷۔
حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	مُجمع الزوائد	۱۸۔

شروحات وحواشی احادیث:

المؤلف أو المصنف	اسم الكتاب	رقم
علامہ ابوالحسن علی بن خلف ابن بطال متوفی ۴۴۹ھ	شرح صحيح البخاري لابن بطّال	۱۹۔
قاضی ابوالولید الباجی متوفی ۴۹۴ھ	المنتقىٰ شرح المؤطا	۲۰۔
امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶	شرح صحيح مسلم للنووي	۲۱۔
امام شرف الدین طیبی متوفی ۷۴۳ھ	شرح الطيبى علىٰ مشكاة المصابيح	۲۲۔
علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ	عمدة القاري شرح صحيح البخاري	۲۳۔
علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ	شرح سنن أبي داود للعيني	۲۴۔
امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	حاشية الإمام السيوطي علىٰ سنن النسائي	۲۵۔
علامہ علی بن سلطان القاری متوفی ۱۰۱۴ھ	مرقاة المفاتيح علىٰ مشكاة المصابيح	۲۶۔
شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	أشعة اللمعات شرح المشكاة	۲۷۔
امام محمد بن عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ	شرح الزرقاني علىٰ مؤطا الإمام مالك	۲۸۔
علامہ ابوالحسن نورالدین بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ	حاشية العلامة السندي علىٰ سنن النسائي	۲۹۔
حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی	مرأة المناجيح شرح مشكاة المصابيح	۳۰۔

الماٰخذ والمراجع

رقم	اسم الكتاب	المؤلف أو المصنف
فقہ:		
۳۱۔	مختصر القدوري	علامہ ابوالحسن احمد بن محمد قدوری متوفی ۴۲۸ھ
۳۲۔	النتف في الفتاویٰ	علامہ ابوالحسن علی بن الحسین سُغدی متوفی ۴۶۱ھ
۳۳۔	الهداية شرح بداية المبتدي	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ
۳۴۔	تحفة الملول	علامہ زین الدین محمد بن ابی بکر رازی متوفی ۶۶۶ھ
۳۵۔	شرح الوقاية	صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود متوفی ۶۸۰ھ
۳۶۔	فتح القدير شرح الهداية	محقق علی الاطلاق امام کمال الدین ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ
۳۷۔	كنز الدقائق	علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ
۳۸۔	تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق	علامہ فخر الدین زیلعی متوفی ۷۴۳ھ
۳۹۔	البناية شرح الهداية	علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ
۴۰۔	رمز الحقائق شرح كنز الدقائق	علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ
۴۱۔	البحر الرائق شرح كنز الدقائق	علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ
۴۲۔	المتانة في المرمة عن الخزانة	مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندھی
۴۳۔	النهر الفائق شرح كنز الدقائق	علامہ سراج الدین ابن نجیم متوفی ۱۰۰۵ھ
۴۴۔	نور الإيضاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹
۴۵۔	مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹
۴۶۔	إمداد الفتاح شرح نور الإيضاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹
۴۷۔	مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر	علامہ عبدالرحمٰن شیخی زادہ متوفی ۱۰۷۸ھ
۴۸۔	الدر المنتقىٰ شرح الملتقىٰ	علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ
۴۹۔	الدر المختار	علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ

المآخذ والمراجع

رقم	اسم الكتاب	المؤلف أو المصنف
۵۰۔	الفتاوى الهندية	علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء الھند
۵۱۔	حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح	علامہ سید احمد بن محمد اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ
۵۲۔	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۵۳۔	اللباب في شرح الكتاب	علامہ عبدالغنی غنیمی میدانی متوفی ۱۲۹۸ھ
۵۴۔	كشف الحقائق شرح كنز الدقائق	شیخ عبدالحکیم افغانی متوفی ۱۳۲۶ھ
۵۵۔	الفقه الحنفي وأدلته	شیخ اسعد محمد صاغرجی
۵۶۔	كتاب الفقه على المذاهب الأربعة	علامہ عبدالرحمٰن جزیری
۵۷۔	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ علامہ امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ

تعارف

تحریک تحفظ اسلام کے قیام کا مقصد عوام الناس کو دینی معلومات قرآن وحدیث کے مطابق آسان لفظوں میں جس سے ہر عام فہم مسلمان بآسانی سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی شخصیت میں خوبصورتی پیدا کر کے اپنے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کر سکیں۔ اسی لئے آپ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں، اپنے اپنے طریقے سے لوگوں تک پیغام حق پہنچائیں۔

تحریک کے زیر اہتمام سالانہ ممبرشپ کا اہتمام کیا گیا ہے جس کے ذریعے پاکستان کے مختلف شہروں میں ممبرشپ فارم کا اجراء کیا جاتا ہے جس کے ذریعے ممبران کو ہر دوسرے ماہ رسالہ تحفظ اسلام اور ایک کتاب دی جاتی ہے۔

عوام الناس کے دینی مسائل کے حل کیلئے خطوط کے ذریعے سوالات وجوابات کا سلسلہ اور جدید دور کو مدنظر رکھتے ہوئے ای میل کے ذریعے بھی جوابات ارسال کئے جاتے ہیں۔

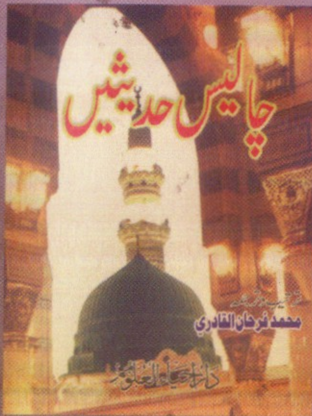
تحریک تحفظ اسلام کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابیں

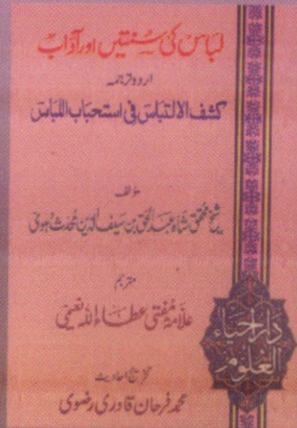
کتاب کا نام	ہدیہ روپے	کتاب کا نام	ہدیہ روپے
صراط الابرار حصہ اوّل	18	طبیب اعظم ﷺ اور بیماریوں کا علاج	14
صراط الابرار حصہ دوم	16	خاصان خدا اور کلمۃ الحق	20
صراط الابرار حصہ سوم	18	درود وسلام پڑھنے والے ایک سائے تلے	14
کڑوا سچ (مکمل چھ حصے)	30	شریعت محمدی ﷺ کے فقہی مسائل	50
صراط الابرار (تین حصے مکمل)	25	قرآن کی حقانیت اور سائنس	18
تحریک آزادی ہند میں علماء کا کردار	16	سرکار اعظم ﷺ کی سنتیں اور جدید سائنس	18
بیان حق	11	گناہوں کی تباہ کاریاں اور سائنسی انکشافات	
ایمان کی کسوٹی	11	مساجد پر قبضے اور فکر انگیز داستان	16
قادیانیت یعنی شیطانیت	14	مجاہدین اسلام اور جذبۂ جہاد	14
دکھ درد اور بیماریوں کا علاج	16	فساد کی جڑیں	
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقانیت	28		

تالیف مولانا محمد شہزاد قادری ترابی صاحب

مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھیں اور دوسروں تک پہنچائیں

کتابیں منگوانے کے لئے پتہ: مکتبہ فیضان اشرف، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔





دار احیاء العلوم

P. O. Box # 4949, Karachi-74000, Pakistan.
Cellular : 0300-9289355
Email : ihya_al_uloom@hotmail. com